

قصیدت بیضنا میں

(۱) حضرت مسیح موعود دلی مین۔ مآول

(۲) نظم - وفات حسرت آیات حضرت مخدوم الملک

بسم الله الرحمن الرحيم

(۳) کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمه العجائب

۱. دیانتندی ڈراما - بجواب مرزا یحییٰ خاں۔ مکتبہ

(۵) نظم در وفات حضرت آیات حضرت مخدوم الملک

رضی اللہ عنہ۔ ۹

(۶) تعلیم الاسلام سکول اور کالج

و رسید ز راهی مدینه

” صاخب و سعت احباب توجه کریں

(۷) اشتهاوات ۱۲-۱۱

عَنْ اللَّهِ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيَ حَتَّى يَغَيِّرَ أَمَّا بِأَنْفُسِهِمْ
اللَّهُ أَدَى الْقَرْيَةِ

Digitized by Khilafat Library

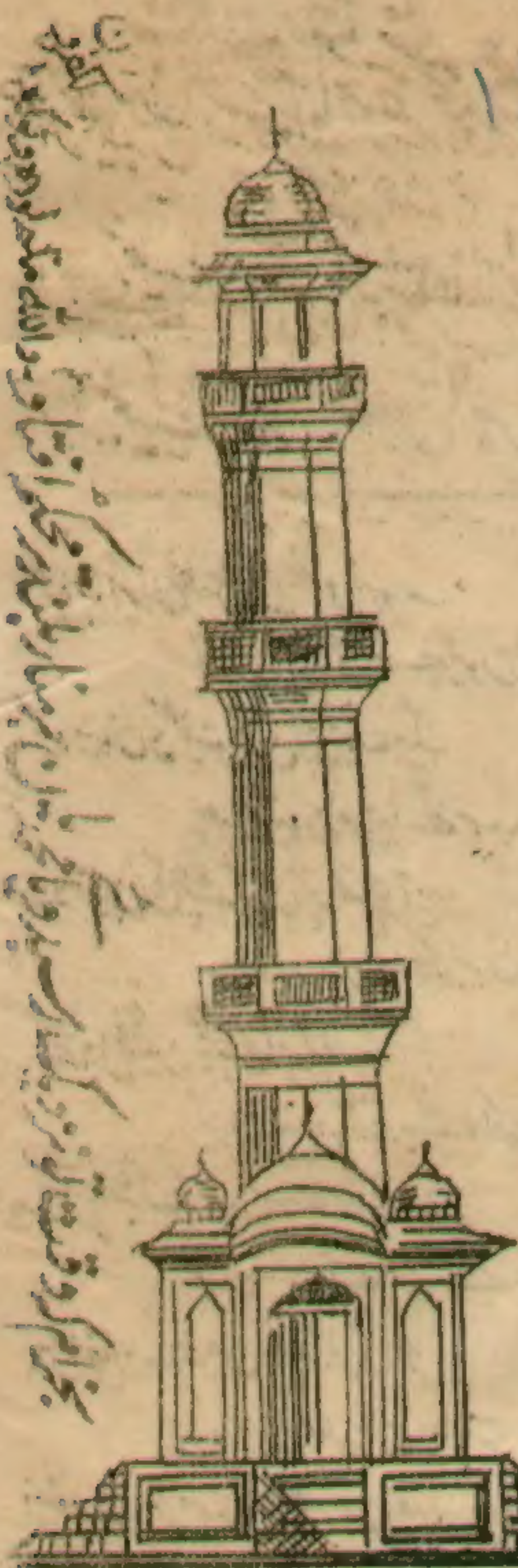
چہ گویم بالوگر آئی جہاد قادیان مینی | دوا بینی شفا مینی عرضم ارا لامان مینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی مراد جمدی

بیشتر قیمت

(۱) عوام سے ہے۔ (۲) خواص و معاونین سے علیہ (۳) ہندوستان سے باہر کے۔ (۴) غیر مذہبی و ان

سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ ان



نمبر ۳۹ | قادیان ارالمان موجہ ۱۰ | انوار مبہ ۹۰ | اعرہ مطابق ۱۲ | رمضان ۱۲۹۹ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود و مصلیٰ

اعلیٰ حضرت عجبۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی صحت قیام دہلی میں علیٰ العموم اچھی رہی۔ آخری
ایام میں دردِ پایی نسبتاً تکلیف دہ ہوئی مگر حضرت
رستخوار مجلسِ مائینِ الکربلج کرتے رہے۔ یکم نومبر کو
آپ جناب خواجہ صاحب کے مزار پر جو قطب صاحب
کر کے مشہور ہے اور دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ
پر قصبہ مہرولی میں واقع ہے تشریف لے گئے۔
ایک جماعت آپ کے ہمراہ تھی دیر تک وہاں دعا
کرتے رہے اور ہم بھی کے قریب والیہ آئے۔

جب دوٹان سے واپس ہوئے تو مقبرہ منصور
صفدر جنگ دیر ہمایون کے پاس الہام پڑا۔
وست لو۔ وعائے تو ترحمہم خدا

۱۲- دہلی میں اجاب کے اصرار سے آنجناب نے ہوا کے ایک ایک جو حضرت حکیم الامتہ کی طرف سے دیا جاوے جنانچہ ۳۰ نومبر کو دہلی کے مقامی دستور کے موافق اسکی اجازت وغیرہ کے لئے سعی کی گئی۔ جو معلوم ہوا کہ انوار تک نہیں ہو سکتا۔ اور فی الحقیقت ایسی ہی ہونا چاہئے تھا کیونکہ دہلی کے دروازے پہلے ہی سے بند ہو چکے تھے جیسا کہ

اعلیٰ حضرت کی رد یا قبل آمد و آئی پہلی ظاہر کرتی ہے۔
(۳) دہلی سے ۴ نومبر کی شام کو اعلیٰ حضرت
قادیان کو واپس ہوئے۔ لودھیانہ کی جماعت
نے بہ اصرار و الحاح درخواست کی تھی کہ واپسی
پر اعلیٰ حضرت لودھانہ قیام کریں چنانچہ حضور
نے درخواست منظور کر لی۔ ۵۔ نومبر کو اورجے
کے قریب لودھانہ گاڑی بیچنی سیٹیشن پر
بہت بڑا اجتماع اور ہجوم تھا چنانچہ ان کا مقامی جناب
لکھتا ہے کہ ایک میل لگانے پر آ رہا اور فی الحقیقت
ایسا ہی ہمارا ہر ایک انسان جمع تھا۔ اور ضلع
لودھانہ اور جالندھر کے اکثر مقامات سے خدام
جمع ہو گئے تھے مخالفین کی طرف سے سب شتم
سے پرے ہوئے اشتہار شائع ہوئے۔

جنگا مناسب جواب بذریعہ اشتہار
ایڈیٹر محکمہ کسٹمز سے دیا گیا۔

۶۔ نہایت اہم اور اعلیٰ حضرت کی ایک عام تقریر
میں ہزار کے جمع میں ہوئی جو برابر تین گھنٹہ تک
ہوتی رہی۔ جسکا اثر بہت اچھا پڑا۔ پولیس
کا انتظام نہایت ہی قابلِ تعریف اور قابلِ قدر
تھا۔ میں شہرہ لودمانہ کو نشی حاکم خان صاحب
ایسے انسپر پولیس کے قیام پر مبارکباد دیتا
ہوں حقیقت میں وہ شہر بڑی خوش قسمت

ہے جہاں ایسے افسیس ہوں جو امن جو اور
رعایا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوں - خدا
کرے ایسے افسیس ہر جگہ ہوں - ہنشی خاک خان
مہاجب نے جس دیانتداری اور استعدادی اسے
اپنے فرض کو ادا کیا وہ نہایت ہی قابلِ قدر ہے
باوجودیکہ جلسہ میں کئی ہزار آدمی موجود تھے اور
پولیس کا کوئی بہت بڑا اعلیٰ درجہ کا موجود نہ تھا
تاہم ایسا کامل انتظام تھا کہ کوئی شخص اپنی جگہ
سے نہیں ہلا اور کسی قسم کا آواز یا حرکت جلسہ میں
نہیں ہوئی - عرض پوری خاموشی اور شوق کے
ساتھ لیکچر سنا گیا - لودمان میں بیعت کا سلسلہ
ریویو سٹیشن تک جاری رہا - ۷۔ نومبر کی صبح
کو آپ وٹان سے روانہ ہوئے - امرتسر کی جماعت
نے دو مرتبہ اپنا سفیر قیام امرتسر کے متعلق بھیجا -
اسلئے حضرت نے وہ درخواست منظور کی اور
آپ ۷۔ نومبر کو ممبئی کے قریب امرتسر پہنچے -
سٹیشن پر لاہور کے بعض افراد اور امرتسر کی
جماعت کا خاصہ اثر دام تھا - حضرت اقدس
اور جماعت کو اس مکان میں جو جنگ مقدس
(مباحثہ عیسائیوں ۱۸۹۳ء) کے ایام میں حضرت
اقدس کا قیام گاہ تھا طہیرایا گیا ہے - غالباً
حضرت اقدس کی ایک عام تقریر ہوگی - امرتسر

سے ۱۰۔ نوبر کو اعلیٰ حضرت امید کیجاتی ہے
قادیان کو روانہ ہونگے۔
سر دست یہ اجمالی حالات اور کوائف درج
کردیئے جاتے ہیں۔
(ایڈیٹر الحکم از امرت ۸۔ نومبر ۱۹۷۷ء)

روزانه الحکم

روزانہ الحکم کے اجرا کا اعلان گزشتہ
سے پیوستہ الحکم میں ہو چکا ہے۔ ہر
وقت تک جو درخواستیں دفتر میں
موصول ہوئی ہیں۔ وہ اسید دلاتی
ہیں۔ کہ انشاء اللہ العزیز روزانہ الحکم
یکم جنوری ۱۹۶۷ء سے جاری ہو جاوے گا
اگر حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کے
کامات طبابت روزانہ کی پیاس کے واسطے
حقانہ حق کے من تو تورا و مقدرہ کا کہ اس

تعلیم الاسلام کول اور کالج

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت کی اصلاح اور احکام کے لئے ایک نئی جیٹی خاص تھا کی خدمت میں بھیجی گئی ہے امید ہے توجہ سے دیکھی جاوے گی مدرسہ کی آمدنی اور کالج کے آمد فنڈ کی آمدنی کی رسیدز ایک وقت سے چسپ نہیں تھی آج مدرسہ کی رسیدات کیلئے جاری نکالی جاتی ہے اسکے بعد آمد فنڈ کی رسیدات چابی جاوین گی یعنی آخر نومبر ۱۹۰۵ تک نشانہ تمام رسیدات چسپ جاوین گی یعنی آخر نومبر تک کی پوری ہو کر آخر نومبر تک کی آمدنی کی رسیدات نشانہ کوئی جائین گی اسکے خیر تک کل رسیدات نشانہ نہ ہوں فرسیدگان روپیہ رسیدات کے چسپ کے لئے تقاضا کریں۔ ایڈیٹر

مساکین اور یتیمی اور جاڑا

سودی کا موسم آگیا ہے اور ہمارے مدرسہ کے یتیمی اور مساکین کے لئے سودی کے کپڑے اور سامان کی ضرورت ہے ایک عرصہ گذرتا ہے۔ حضرت حکیم الامتہ نے ایک اشتہار اعلام کے نام سے جاری کیا تھا جس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اگر احباب پیرائے کپڑے پہنچایا کریں تو وہ ان لوگوں کے کام آسکتے ہیں اس پر چند ان توجہ نہیں ہوتی اب ہم ضرورت سخت محسوس ہوتی ہے اسکے ہر جگہ کی احمدی جامعین خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ کریں ہر قسم کے کپڑے جو پیرائے کا آمدن ہیں یہاں پہنچا دیئے جاوین یا کپڑوں کے لئے روپیہ بھیجاوے۔ یہہ ایسی ضرورت ہے کہ اس پر بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے۔ ایڈیٹر

رسیدز آمدنی مدرسہ

۱۶۔ اگست ۱۹۰۵ء

منشی عبدالعزیز صاحب طبرہ صاحب مدرسہ
غلام نبی صاحب سکنہ جن تحصیل بھیرہ
نور الدین صاحب ٹانگہ گوی ابر برہما
بابو عبدالرحمان کلک انبالہ
۱۸۔ اگست ۱۹۰۵ء
جماعت تلمذ معرفت بابو بکت علی صاحب مساکین

مدرسہ سعد ریزو فنڈ مدرسہ
جماعت وزیر آباد معرفت شیخ نیاز احمد
صاحب سوداگر مدرسہ مدرسہ

جماعت لویر ایوالڈ ضلع گوجرانوالہ مدرسہ
۱۹۔ اگست ۱۹۰۵ء
جماعت احمدیہ تحصیل قادیان معرفت ٹاٹلہ مدرسہ
جماعت احمدیہ سامانہ معرفت محمد اکرم صاحب مدرسہ

۲۱۔ اگست ۱۹۰۵ء
منشی محمد اسماعیل صاحب طبرہ صاحب مدرسہ
محمد رمضان صاحب مدرسہ
بابو عبدالکریم صاحب پوٹھوٹھراولپنڈی مدرسہ
غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ مدرسہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن پٹنہ مدرسہ
مرزا عباس علی ملک گارڈ کوٹا طتیامی مدرسہ

۲۳۔ اگست ۱۹۰۵ء
جماعت احمدیہ گویکی یتیمی مدرسہ
جماعت جھیلیان والہ حافظ آباد مدرسہ
منشی مولانا بخش صاحب مدرسہ سنگھول مدرسہ
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ
محمد علی وٹریزی اسٹنٹ دفعہ دار انبالہ جہادی مدرسہ
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی مدرسہ

مفتی معرفت غلام حسن صاحب سٹیشن پٹنہ مدرسہ
یتیمی مدرسہ مدرسہ
غلام طاہر ولد سید نجم الدین احمدی قصبہ گڑل مدرسہ
رمضان خان ولد چاند خان احمدی مدرسہ

نامعلوم الاسم از پٹیاہ یتیمی مدرسہ
۲۴۔ اگست
مولانا بخش صاحب بکپور۔ پھلور مدرسہ
منشی اللہ رکباد لدھیانہ الدین پٹیاہ مدرسہ
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب مدرسہ

۲۵۔ اگست
غلام محمد صاحب ڈیڑی انیساکٹر روٹی (افریقہ) مدرسہ
عظیم شاہ صاحب باورچی نزدیکی مدرسہ
عمر الدین صاحب مدرسہ مدرسہ

۲۶۔ اگست
محمد سیدی کسکل میک مارٹ لاہور مدرسہ
جماعت کاٹھہ گڑہ معرفت محمد علی سکرٹری انجمن چکراتی مدرسہ

جماعت لاہور معرفت محمد حسین قریشی مساکین مدرسہ
مذہبی اسماعیل صاحب گڑی گوجرانوالہ مدرسہ
جماعت جہلم معرفت سلطان محمد گڑی ساز مدرسہ
مساکین مدرسہ مدرسہ

۲۸۔ اگست
سید محمد شاہ لیس دفعہ دار نوشہرہ مدرسہ
مفتی خان وٹریزی اسٹنٹ موزیموٹھ یتیمی مدرسہ

۲۸۔ اگست
سید محمد شاہ لیس دفعہ دار نوشہرہ مدرسہ
مفتی خان وٹریزی اسٹنٹ موزیموٹھ یتیمی مدرسہ

بابو فیروز علی رسواں متعل گوجرانوالہ مساکین مدرسہ
یکم ستمبر ۱۹۰۵ء
جماعت یتیمی وریام معرفت محمد علی صاحب وریام مساکین مدرسہ

۳۔ ستمبر
جماعت احمدیہ کربام معرفت سلطان خان مدرسہ
سلطان خان ڈاکخانہ پوارہ ضلع لودھیانہ مدرسہ
عبدالحی خان کلرک منٹگری مدرسہ

۴۔ ستمبر
مرزا محمد شفیع سید کلرک دفتر پٹنہ ڈیرہ اسماعیل خان مدرسہ
مولوی محمد احسن کنگام کشمیر حال مقیم دیسہ یتیمی مدرسہ

۵۔ ستمبر
ولایت شاہ صاحب سکول پٹنہ بارہا لالائی مدرسہ
۶۔ ستمبر
جماعت احمدیہ لودھیانہ معرفت محمد عبدالحی صاحب مدرسہ
قاضی عبدالمجیب صاحب سکنہ جہانگامانگا مدرسہ

عبدالعزیز صاحب اہمد ہارپور مدرسہ
محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ مدرسہ
محمد سید انیساکٹر ڈاکخانہ راولپنڈی مدرسہ
۷۔ ستمبر
محمد حسین صاحب پنجابی اور کال ملکہ مدراس مدرسہ
مولوی سید محمد رضوی صاحب پٹیلا مدرسہ

۹۔ ستمبر
جماعت احمدیہ لودھیانہ معرفت قاضی خواجہ علی صاحب مدرسہ
سید علی شاہ صاحب از نو شہرہ مساکین مدرسہ
مرزا نذیر صاحب از کلا نور مساکین مدرسہ
منشی محمد علی صاحب محرم پھلور مدرسہ

۱۰۔ ستمبر
میان آبی بخش صاحب ٹھٹھا مساکین مدرسہ
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب پٹنہ جن لاہور مدرسہ
بابو عبدالرحیم صاحب ساڑ پٹنہ انبالہ مدرسہ
محمد تقی صاحب مدرسہ سرحد یتیمی مدرسہ
منشی مولانا بخش صاحب مدرسہ سنگھول یتیمی مدرسہ

۱۱۔ ستمبر
عظیم صاحب ایس۔ او۔ ڈنڈوٹ کویری مدرسہ
حافظ احمد الدین صاحب چک اسکندر۔ برنالی مدرسہ
۱۲۔ ستمبر
اسماعیل آدم بمبئی مدرسہ
زین الدین محمد اسمعیم بمبئی مدرسہ

منشی وزیر خالص صاحب احمدی انجیر میگو برہما مدرسہ
علی بخش صاحب ملاوٹی کورٹلی مدرسہ
منشی گلزار محمد صاحب پٹی پب مدرسہ
۱۳۔ ستمبر
چندہ جہا احمدیہ لالہ موٹی مدرسہ

چندہ جہا احمدیہ لالہ موٹی مدرسہ

صاحب وسعت احباب توجہ کریں
میان احمد نور صاحب بھاجر کے مکان کیلئے کمی دفعہ
پہلے ہی تحریک ہو چکی ہے کچھ روپیہ جمع ہوا تھا وہ خیر
ہو چکا ہے چونکہ زمین جو مکان کے لئے تجویز ہوئی تھی
وہ نشیب میں ہے قریب ایک سو روپیہ تو اس کے برابر
کرنے میں خرچ ہو گیا اب مکان کی تعمیر شروع ہو گئی
ہے مگر گڑارہ کے موافق مکان تیار ہونے کے لئے دو سو
روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قوم
ہر طرح طرح چند دن کا بوجھ بڑا ہوا ہے اور خصوصاً انگریز
خانہ کی حالت ان دنوں میں بہت ہی قابل توجہ
ہے جس کے لئے حضرت اقدس نے بہر تحریک کا ارشاد فرمایا
ہے مگر اس رقم کیلئے جو وقت ہزار مارو پیہ مجموعی طور
سے نیکی کے کاموں میں خرچ کر رہی ہے دو سو روپیہ کی رقم
کچھ بھی چیز نہیں بلکہ یہ ایک ایسی خفیت رقم ہے
کہ دو چار صاحب وسعت احباب ہی توجہ فرما کر اسے
پورا کر سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی مدین آخر سینکڑوں نہیں
ہزاروں روپیہ اس جماعت کے نکلنے میں پس ہی ہیں
سے ادنیٰ توجہ سے یہ رقم پوری ہو سکتی ہے کل قوم کے
ساتھ اسلئے تحریک کی گئی ہے کہ تہوڑی تہوڑی مدد
سے ہی مدد حاصل ہو جائے مگر یہ کام بہت جلد توجہ کو
چاہتا ہے تاہم یہ کام درمیان میں نہ رک جائے۔ ماہ
رمضان مہینہ ہی صدقات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے
احباب کو توفیق دے کہ اس کا خیرین وہ مدد لین۔
راقم محمد علی میجر۔ صلاہ راولپنڈی ریلوے تقاریر

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کا مال اس کا محفوظ ہے
یقیناً کوئی شخص نہیں ہو گا جو اس امر کا حوالہ نہیں دے ہو گا
اس کا مال اس کا محفوظ ہے
حفاظت مال اسباب کیلئے آپ میرے کا خانہ کے ذریعے
سٹیشن ٹرنکسنگوا میں جھکریو لیاوٹریٹر الحکم نے ہی
کیا ہے اور جو اچھی قدر کی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے
میر جبر ہی جلتے ہیں۔ ٹریڈ کے صندوق کے مقابلہ
میں یہ ٹرنکس طرح سے ہلکے اور بہتر زیادہ مضبوط
اور پائیدار۔ نہ دیکھ کا خطرہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح
سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیا سکتے ہیں چونکہ
ہم احمدی بہائی کا خانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے
نکلف اور ریاکاری کو اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی
تجارت کا جزو سمجھا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے
ہیں وہ اکٹھے منگو میں گے تو ان کے ساتھ خاص عیادت
ہی کیا شکی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ
سے منگوا لو۔ درخواست کرتے وقت قریب ریلوے اسٹیشن
کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بند بوجہ قیمت طلب روانہ کیا جائیگی
تعداد درخواستیں بنام ستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ
پونڈیل دکن میاں کوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔ فقط

ت ت ت ت ت
مرثیہ وفاحسریا حضرت مخدوم ملت
 رضی اللہ عنہ
 از نتیجہ طبع اندوہ گین اکبر شاہ خان احمدی
 نجیب آبادی المتخلص الکر

کیا ہوا کیون لٹ گئی فصل بہار
 آسمان ہی غم سے ہے کیوں شکبار
 کیوں خزان گلشن میں آئی یک بیک
 پھول کیوں مرجھا گئے سب ایکبار
 دوستوں کی چشم کیوں پر غم آج
 ہے دلون میں سب کیوں یہ انتشار
 اے دل نگین تجھے کیا ہو گیا
 کیوں نہیں آتا تجھے اکدم قرار
 سیل اشک آنچوں سے جاری آج
 لب پہ نالے آتے ہیں بے اختیار
 دل نہیں کہنے میں اپنا آج کل
 اور جگر پہلو میں ہے سیلاب وار
 بقراری بڑھ گئی ہے کس قدر
 ضبط سے ہوں میں نہایت فرسار
 ٹائے میرے مقتداؤ پیٹھوا -
 مولوی عبدالکریم با صفا

ڈھونڈنے تک کہاں ہر جاؤں میں
 کس طرح خدمت میں اب آجاؤں میں
 یہ شہادت کی خبر سنکر مرے
 دل پہ کیا گزری ہے کیا بتلاؤں میں
 ہوتی گرجاؤں تو کرتا یہ دعا
 یا الہی آج ہی مر جاؤں میں
 جو اس صدمہ سے ہی ہو آب آب
 ایسا پتھر دل کہاں سے لاؤں میں
 رنج و حشر سے ہے سینہ چاک چاک
 دل کو اپنے کس طرح سمجھاؤں میں
 کیا تماشا ہے کہ غم کہاں ہوں میں
 اور سب کہتا ہے تجھ کو کہا نہیں
 ابکرائیگا تعارف میرا کون
 کس طرح دارالامان کو جاؤں میں
 بھیجتے تھے آپ خط مجھ کو مدام
 پوچھتے تھے حال دل میرا تمام

وہ محبت وہ مروت وہ عطا
 یاد رکھو نگاہ میں تار و زجرا
 اب کتابیں کون بھیجے گا مجھے
 کون اب دے گا میری ہمت بندھا

اب امام وقت کی خدمت میں کون
 میری جانب سے کرے لگا التجا
 خواب اپنی نگاہ کے پہنچو نگاہ کے
 کون اب تبصرے لکھتے گا بھلا
 کون دے گا داد میری نظم کی
 کس سے لون جا کر صلہ اشعار کا
 آپ میں اوصاف تھے بے انتہا
 یاد کس کس کو کرے اکبر بھلا
 کل جماعت آج کل ہے سو گوار
 رنج و غم ہر وقت کی ہے اب غذا
 احمدی لوگوں کو ہے رنج عظیم
 چل بسے ہیں مولوی عبدالکریم

ہوئی چپ بلبل خوش داستان
 یک بیک کیا ہو گیا اے باغبان
 اے امام وقت ہے وقت مدد
 ہے بہت بیتاب اکبر شاہ خان
 قلب کو حاصل نہیں ہوتا سکون
 ہے جگر ہر وقت پہلو میں تیان
 کاٹے کہاں ہے نجیب آباد اب
 مجھ کو بلوایے سوئے قادیان
 میں بہت تلکین ہوں اور زار و زخیر
 دل ہے بس میں اور نہ قابو میں زبان
 جانے کیا کیا باک رہا ہوں اسگری
 غور کیجئے اے امام انس و جان
 ایک دن کیجے دعا بہر خدا
 واسطے میرے بھی اے مجز بیان
 ہوں بہت تلکین و حشر خوردہ ہوں
 رنج سے پشورہ و افسردہ ہوں
 ہے دعا اب مجھ سے رب العالمین
 دیکھو ہر جہم کو خلد برین
 رہو باطل میں لگا رہتا تھا وہ
 کام ہر دم اوسکا تھا امداد دین
 میں کہوں کیا تجھے کو خود معلوم ہو
 کس قدر تھا اوس کا ایمان و یقین
 اوسکی ہر غرض کو تو کیجو معاف
 تھا ترا بندہ نہایت پاک دین
 وہ عمر کی طرح رہتا تھا دلیر
 تھا کرتا اوس سے شیطان لعین
 اوس سے میدان و عین گور تو سب
 وہ کسی سے بھی دبا ہرگز نہیں
 جسکے خادم تھے بہت گردن شکوہ
 آج وہ مدفون ہے زیر زمین
 چوڑا ناکیر ہوں قیل و قال میں
 کیا کہوں اب رنج و غم کا حال میں

از شیخ محمد یوسف عزیز ٹھیکہ دار
 کسریٹ کمپ انبالہ بازار توپخانہ

دیکھئے غم اپنا ہم کو مولوی عبدالکریم
 چلے ملک عدم میں آپ تو بے خوف و بیم
 اشک جاری دوستوں کی آنکھوں کی دھیم
 یہ وہ غم ہے جسکے صدمہ سے سبکا دل
 عابد و عبد خدا وہ خاص تھے مقبول حق
 جنت ملک دنیا میں تھے وہ تھے براہِ یقین
 دار فانی سے گئے وہ جانب دار البقا
 بے تکلف ہو گئے وہ بارغ جنت میں مقیم
 ادن میں تھی دینی لیاقت علم میں یکتا تھوہ
 باہم اوصاف تھے موصوف وہ در یتیم
 مولوی صاحب و کہا میں خواب میں گرم و شکل
 سکے دل کی دوڑ ہو جائے الف اور لام میم
 فضل رحمان کے چہرہ وادہ تھے وہ کھل گئے
 جسم اطہر سے ہوئی ہمدرد ہر روح سلیم
 شان شیدا اے نبی کیجئے تو تم سے عاشق
 جب مجھے وہ آسمان پر چھایا یاد آجسیم
 اڑی آتی ہے ہمارے دل سے ساون کی لہریاں
 چلتی ہے جسطرح ہر وقت سحر باد نسیم
 جبکہ نقش ہو لولیا۔ رکھی میدان میں
 روتے تھے اٹھ اٹھ آنسو جتنی تو ادنیٰ ندیم
 اور گڑھی کا حال کیا ہو میرے خاصہ و رقم
 چوم کر پیشانی ادن کی بولے امت کے حکیم
 لو تھیں سو نپا خدا کو حشر میں ملنا ضرور
 بھول جانا دمنوں کو تم نے لے عبدالکریم
 رضی خالق میں چارہ کب کسی کا چل سکے
 پر جدائی میں تمہاری ہو گئے ہم شکل جیم
 مومنوں نے جب پڑی ادن کے جنازہ کی نماز
 پھوٹ کر روتے تھے غم سے سب محتاج صمیم
 آسمان روتا تھا اور نالان فرشتے ہی ہو گئے
 خوش تھا رضوان خود و مشاوان یقین حوران
 ایک نیک تھا ہے جنت کو کرو آراستہ
 کون ہے وہ نیک یمنے مولوی عبدالکریم
 دوست کرتے تھے دعا مغفرت آنسو وان
 جوش میں آتا ہے جیسے ابر باران رحیم
 ہجر میں یوسف کے روئے جیسے یعقوب جزمین
 روتے ہیں یون ادن کے غم میں جو کہیں انکسیر
 والدہ کو مولوی صاحب کی یارب صبر دے
 اوس ضعیف سے نہ اڑھیکایہ اندوم عظیم
 کس طرح سمجھیں ہم اوس مرد میدان شہید
 دشمنی سے گورے یاد آپ کو کوئی یقیم

صبر کر ہمو عطا اور عاقبت محمود کر
 یہ دعا درگاہ میں تیری ہے اے رب رحیم
 مولوی صاحب کے یہ دعا کر لے عجز و نر
 اونکو بخشے اپنی رحمت سے خزانہ کریم

انسلیط ان ڈاکخانجات
 پنجاب کے بعد اب سارے طرف سے ایک سیویل
 پوٹھو سارے جہاں پنجاب کی خدمت میں پیش ہوا ہے جس
 میں صاف طور پر جتا دیا گیا ہے کہ عدلی کی اور کام
 کی زیادتی سے ملک کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔
 اور لوگ کا انتظام بہت کچھ بگڑ رہا ہے اسکا جلد
 تدارک فرمایا جاوے۔ اس سے خدشت کی مقتولین
 میں یقیناً اعلیٰ احکام محکمہ کو بھی کچھ شبہ نہیں ہوگا
 جسکے پاس ایسا معمول سے بدرجہا زیادہ شکایتیں
 پہنچ رہی ہیں اور بطور رسالت زیادہ حصہ اب فضول
 نہیں ثابت ہوتا اس میں شک نہیں کہ انگریزی
 عملداری کے تمام محکموں میں سے اب بھی صرف
 یہی ایک محکمہ ہے جن کی سبک از حد مومن ہے۔
 اور وہ اوس کے حق میں سرتاپا رحمت ہے۔
 کسی قسم کا گزند نہیں رکھتا لیکن کچھ عرصہ سے
 یہاں نہ رحمت دن بدن ہوتا جا رہا ہے۔ شکایات
 بڑھ رہی ہے خاص کر کارخانہ داروں بعض اوقات
 سخت رنج آجاتے ہیں عدلی کی قلت کے علاوہ خرابی
 کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انگریزی ہی کا حق نہیں ہوتی
 اور اگر شکایت ہو تو اسے بسا اوقات یون ہی ٹالتے
 کی کوشش کی جاتی ہے۔

مولوی نور الدین صاحب تاجر کتب مصر کا پور
 کی شکایت کے جواب میں فشی ابوالکلام آزاد تحریر کرتے
 ہیں وی پی انہوں نے دایس انہیں کیا تھا۔ ڈاکخانہ
 والوں نے میری عدم موجودگی اور رسالت کی وجہ سے
 واپس کر دیا تھا اور ایسوجہ سے دفتر میں باہر کا
 یہی ایک وی پی واپس چلا گیا تھا لیکن یہ جواب
 کافی نہیں آتا تو صاحب کو لکھا کہ اسے باز پرس کرتے
 اور کارخانوں کو محصول ادا کرتے کیونکہ جو تہا ان
 نے لکھا تھا پارسل اسی تہہ پر بھیجے گئے تھے ان کا
 کیا قصور تھا کہ ان کی کتابیں الگ خراب ہوئیں اور
 محصول کی زیر بار بار جدا ڈاکخانہ کے بعض عمال ہی
 بیشک اب بہت کچھ لاپرواہی سے کام کر رہے ہیں لیکن
 ہماری سبک ہی کا خزانوں کو کچھ کم نقصان نہیں ہو چکا
 رہی ڈاکخانہ کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ کلکتہ میں ایک
 وی پی کار پیسہ ۷۷ جولائی کو وصول ہوا مگر وہ انکسیر یا بند
 کو نہیں ملا حالانکہ وہ کئی بار یاد دہانیاں کر چکا ہے پیر
 و بزرگ خطوط و پیکیٹوں کا لود خدای حافظ ہے رجسٹر
 پارسل تک یہی اس زمانہ میں چند ان محفوظ نہیں رہے
 ڈیلیوری کی یہ حالت ہے کہ خود پوسٹ اسٹریٹس کے نام

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۲۶ - ستمبر ۱۹۵۵ء قبل وچ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسی طرح پر اگر یہ لوگ امتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کریں تو غلطی نہ کہا میں۔ کیونکہ امتی کے معنی یہ ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہیں وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے اسکو کون ساموق ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہتھافز کرے۔

پھر نبی کے لفظ پر بھی بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں..... کہ دعوئے نبوت ہے میں کہتا ہوں یہ تو نری لفظی نزاع ہے نبی تو جنودینے والے کو کہتے ہیں اب جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مخاطبات اور کلمات ہوئے ہوں اس کا کیا نام رکھا جاویگا۔ اور یہ نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل اور اتباع کا نتیجہ ہے میں اسکو کفر اور لعنت سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئی بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور منتقل نبوت کا مدعی ہے یہ ہرے دھوکے ہیں جہاں لوگوں کو لگے ہوئے ہیں اور بعض باوجودیکہ اس امر کو بخوبی سمجھتے ہیں لیکن جہلا اور عوام کو ہر کلمے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تاکہ وہ میری کتابوں سے بیزار ہو جائیں اور انہیں پڑھ کر فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

کاش یہ لوگ سمجھتے کہ انہوں نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتیں تجویز کی ہیں ان کا نتیجہ کیا ہے؟ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مسیح شیطان سے دی پاک ہے اور روح القدس کے سایہ سے پیدا ہوا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر دی گئی ہیں اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں پر دی آسمان سے اترے گا اور قیامت کے قریب آخری قاضی دی ہوں گے اور پھر یہ بھی خصوصیت کہ دو ہزار برس ہونے کو آئے وہ اب تک آسمان پر کھڑے ہیں اور دیگر حوائج انسانی کے محتاج نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہرکے پتھر پیٹ پر باندھ لیتے مگر انکو اس کی ہی ضرورت

نہیں۔ کوئی اثر زمانہ کا اس پر نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بیماری کا اثر ہو سچ پر بالکل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریب اور پیرانی سالی کے آثار ظاہر ہوں مگر سچ ان سے بھی محفوظ۔ اب سوچو اور بتاؤ کہ اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟ یقیناً یہی نتیجہ ہوگا کہ انہیں ساری دنیا سے الگ اور الگ مانا جاوے یا دوسرے الفاظ میں انکو خدا ہی کہا جاوے اس لئے کہ ایسی خصوصیتیں یقیناً انہیں خدا بناتی ہیں اور عیسائی اسکو پیش کرتے ہیں۔

غرض

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دیکر ان کے الزاموں سے انکو بری کیا تھا تاکہ انکو زک دے اور پھر اس سلسلہ محمدیہ کو قائم کر کے بتا دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا فضل جطرف وہ چاہتا ہے آتا ہے خواہ اسرائیلیوں میں ہو خواہ اسماعیلیوں میں اب تو یہودیوں کے ہاتھ میں نہرا حصہ ہے لیکن اگر وہ دیکھیں کہ ان کے کمالات کا سلسلہ بند نہیں ہوا تو پھر نری رسالت سے کیا حید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود معاذ اللہ برابر ہو جائیگا۔ کیونکہ آپ کے کمالات فیوض اور برکات کا سلسلہ بجائے آگے چلنے کے انہیں پر ختم ہو گیا مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت میں کچھ ایسے اندھے ہورہے ہیں کہ وہ اس کے انجام اور نتائج سے بالکل بے خبر اور بے پروا ہورہے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ اگر ایک سلسلہ آپ سے ہی شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہو گیا تو آپ ابتر نہیں گے (عاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اِن شَانِدْکَ هُوَ الْاَجْتَرُ یعنی تجھے تو ہم نے کثرت کے ساتھ روحانی اولاد عطا کی ہے جو تجھے بے اولاد کہتا ہے وہی ابتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی فرزند تو کوئی تھا نہیں اگر روحانی طور پر ہی آپ کی اولاد کوئی نہیں تو ایسا شخص خود بتاؤ کیا کہلاوے گا؟۔ میں تو اسکو سب سے بڑھ کر بے ایمانی اور کفر سمجھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قسم کا خیال ہی کیا جاوے اِنَّا اعطیناکَ الْکُوْمَ کَیْسِ دوسرے نبی کو نہیں کہا گیا یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصہ ہے آپ کو اسقدر روحانی اولاد عطا کی گئی جسکا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ ایسے ذکر قیامت تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے روحانی اولاد ہی کے ذریعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں کیونکہ آپ کے انوار و برکات کا سلسلہ برابر جاری ہے اور جیسے اولادین والدین کے نقوش ہوتے ہیں اسی طرح روحانی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوض کے آثار اور نشانات موجود ہیں اولاد میں لایا ہوا صوفیوں نے اس حدیث کو علماء امتی کا بنیاد بنی اسرائیل صحیح مانا ہے اور فی الحقیقت یہ صحیح ہے اور یہودیوں پر اسی سے مار پڑتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس امت کو ایسا اثر عطا فرمایا کہ علماء امت کو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل نہیں آیا۔ علماء کے لفظ سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے عالم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ انہا یحشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں انکے بندوں میں سے وہی عالم ہیں۔ انہیں عبودیت نامہ اور خشیت اللہ اس لحاظ تک پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے ایک علم اور معرفت سیکھتے ہیں۔ اور اسی سے فیض پاتے ہیں اور یہ مقام اور درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ سے پوری محبت سے ملتا ہے یہاں تک کہ انسان بالکل آپ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اس اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہوں کو بخشدے گا۔

پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک انسان کامل متبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ سے فیوض و برکات پا نہیں سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اسکی گناہ اور ذنوب کی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کر دے عطا نہیں ہوتی۔ اگر لوگ ہیں جو علماء امتی کے مفہوم کے اندر داخل ہیں۔

غرض

ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا کہ اِنَّا اعطیناکَ الْکُوْمَ اور دوسری طرف اس امت کو گنت خیر امتہ کہا۔ تاکہ یہودیوں پر زد ہو۔ مگر میرے مخالف عجیب بات کہتے ہیں کہ یہ امت باوجود حیرت انگیز ہونے کے پھر شر الائمہ ہے۔ بنی اسرائیل میں تو خود تو

تک کو شرف مکالمہ الیہ دیا گیا مگر اس امت کے مرد ہی خواہ کیسے ہی متقی ہوں اور خدا تعالیٰ کی رضا جوئی میں مرین اور مجاہدہ کریں مگر ان کو حصہ نہیں دیا جائیگا اور یہی جواب ان کے لئے خدا کی طرف ہے کہ بس تمہارے لئے مہر لگ چکی ہے!! اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گستاخی اور اسپر سوء ظن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی تنہک کیا ہوگی؟ دوسری قوموں کو طرہ کرنے کے لئے یہی تو زبردست اور بے مثل موزار ہمارے ہاتھ میں ہے اور اسی کو تم ہاتھ سے دیتے ہو۔

پھر ایک اور بات قابل غور ہے اللہ تعالیٰ نے دو سلسلے قائم کئے تھے پہلا سلسلہ مسیحی تھا۔ دوسرا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ یعنی محمدی سلسلہ۔ اور اس دوسرے سلسلہ کو شیل ٹھہرایا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیل موسیٰ کہا گیا تھا۔ توریت کی کتاب استثنائاً میں یہی لکھا گیا تھا کہ تیرے بیان میں سے تیری مانند ایک نبی اور ظہاؤں گا۔ اور قرآن شریف میں یہ فرمایا اِنَّا ارسلنا الیکم رسولاً شہاداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ یعنی بیشک تمہاری طرف ایک رسول بھیجا جو تم پر شاہد ہے اسی طرح یہ رسول بھیجا گیا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا (یعنی موسیٰ کی طرح)۔

اب غور کرو کہ اس میں کما کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس سلسلہ نبی کمالات و برکات کی کمی نہ ہوگی پھر سورہ نور میں آیت استخلاف میں یہی کما کا لفظ آیا ہے تحت وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الامور کما استخلفناک لایہ اسی آیت کے اب مومنین اور اعمال صالحہ بجالا والوں سے خلافت کا وعدہ کیا گیا اسی طرح جس طرح بنی اسرائیل میں خلفاء کئے گئے تھے۔ یہاں بھی وہی کما کا لفظ موجود ہے ایک طرف تو اس سلسلہ کو سلسلہ موسیٰ کا شیل ٹھہرایا دوسری جگہ سلسلہ موسیٰ کی طرح خلفاء بنانے کا وعدہ کیا۔ پھر کیا دونوں سلسلوں کا طبعی توازن ظاہر نہیں کرتا کہ اس امت میں خلفاء اکی رنگ کے قائم ہوں؟ ضرور کرتا ہے۔

اور اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ سلسلہ موسیٰ میں تیر ہزار سال خلیفہ مسیح تھا۔ پھر کیا ہے کہ سلسلہ محمد میں تیر ہزار سال خلیفہ مسیح تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ ان کے لئے کما کا نام بھی رکھا جاتا۔ یہی ستر ہے جو خدا تعالیٰ نے اس

امت میں ہی ایک حج کا وعدہ کیا۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تو شیل موسیٰ رکھا ہے مگر ان میں انیسویں خلیفہ کا نام عیسیٰ رکھا ہے شیل عیسیٰ نہیں رکھا، سئلے وہ آپ ہی آجائیں گے۔ اس قسم کے اعتراض بظاہر دیکھ کر یہاں اور ممکن ہے کہ وہ آدمی جو اصل حالات سے واقف نہیں اس کو سن کر گہرا جادوے مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تو شیل موسیٰ ہی ہوتا چاہے تھا، سئلے کہ تو ریت کی کتاب استثنائے میں شیل موسیٰ ہی کہا گیا تھا پس اگر آپ موسیٰ ہوتے تو کادوے کرے تو کتاب دے کہتے کہ میں تو شیل موسیٰ کا وعدہ دیا گیا ہے نہ کہ موسیٰ کا۔ اسلئے انکو توجہ دلاؤ کہ واسطے وہی لفظ رکھا جو وہاں موجود تھا مگر یہاں اس کے خلاف بات تھی۔ پہلی کتابوں میں اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ آئینا مگر جب یہ ثابت ہو چکا کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور آجکے ہیں تو کوئی خیال ہی نہیں کرے گا کہ وہ زندہ ہو کر آجائیں گے۔

وفات کا مسئلہ ایسا صاف ہے کہ اس پر زیادہ کہنے کی حاجت ہی نہیں خدا تعالیٰ نے اپنے قول سے یہ عیسیٰ انی متوفیٰ اور حضرت مسیح نے اپنے اقرار سے فلا توفیتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روایت سے جبکہ معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتھ اکٹھا دیکھا ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ وفات پا چکے ہیں ورنہ اگر وہ زندہ ہیں تو مردہ کے پاس رہنے کا کیا تعلق؟ اور اس کے علاوہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع ہی کیا کہ مسیح فوت ہو گیا۔ جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تلوار نکالی اور کہا کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو اس کا سر اڑا دوں گا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں مسیح یا کسی اور کی کیا خصوصیت ہے؟ کیا حضرت ابوبکر نے کسی کو باہر ہو کر لیا تھا۔ اور صحابہ کب گوارا کر سکتے تھے کہ کسی اور کو زندہ تسلیم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تجویز کریں کہ آپ نے وفات پائی ہے

عرض

صحابہ کا اجماع ہی موت پر مہر کرتا ہے اور عقل سلیم کو دور سے اسکو دیکھتی ہے۔ عالم طور پر ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں اگر عقل کے سامنے یہ پیش کریں کہ کانون سے دیکھتے ہیں تو وہ کلب اسکو مان لے گی؟ اسی طرح جب آدم سے لیکر اب تک آسمان پر زندہ ہی جسم کے ساتھ جانے کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو ہم کیونکر مان لیں کہ مسیح زندہ اور اسی جسم عفری کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ نظیر اگر کوئی ملتی ہے تو وہ ایلیا کی آمد کی نظیر ہے جسکا وعدہ ملاکی نبی کی کتاب میں کیا گیا تھا اور اسکے آئینہ فیصلہ خود حضرت مسیح نے کیا کہ آنے والا ایلیا ہی یوحنا ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ اب اس نظیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ آمد کے یہی معنی ہوتے ہیں اور ایسے کلمات بطور استعارہ کے استعمال کئے جاتے ہیں اسکے بعد بھی اگر فیصلہ موت میں شک ہو تو پہلے ان دلائل کو توڑو۔ اور پھر آنے والے کا جو فیصلہ حضرت عیسیٰ کی اپنی عدالت سے ہوا اسکے خلاف کوئی فیصلہ پیش کرو۔ انہوں نے تو ثابت کیا کہ آنے والا بروزی رنگین آیا کرتا ہے تم کہتے ہو کہ وہ حقیقی مردے زندہ کر دیا کرتے تھے پس اگر یہ سچ ہے تو کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ تاکہ ان کی نبوت مستتب نہ ہوتی اور یہودیوں کی قوم تباہ نہ ہوتی۔ انہوں نے ملاکی نبی کی پیشگوئی ہی کا تو سوال کیا تھا۔ ان کے راہ میں روک اور پتھر دی امر ہوا تو کوئی اور اس تاویل پر جو حضرت مسیح نے کی تھی وہ راضی نہ ہوئے اور انکار کر کے لعنتی ٹھہرے۔

بعض اوقات جب اس دلیل کا انقضائے مخالف نہیں کر سکتے تو پھر کہتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں میں کہتا ہوں کہ محرف مبدل ہی سہی لیکن توازن قوی کو کیا کرو گے۔ یہودی اب تک موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لو کہ کیا وہ اس امر کے منظر نہیں ہیں کہ مسیح سے پہلے ایلیا ضرور آئے گا۔ اور عیسائی ہی اس کے قابل۔ اگر وہ قائل نہ ہوتے تو ایلیا کا بروز یوحنا کو کیوں تسلیم کرتے؟

پس یہودی اور عیسائی باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر اس امر پر بالکل متفق ہیں۔ ایسی صورت میں یہہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ یہ امور ہمارے زبردست موبد ہیں جیسے مکی کا نام الیاس رکھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ اس نام میں حکمت کیا تھی؟ اس کے جواب میں یاد رہے کہ یہودی

شرارت کی وجہ سے منحرف ہوئے تھے کہ ایلیا نہیں آیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے اسے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے سوال ہو گا تو ہم ملاکی نبی کا صحیحہ پیش کریں گے کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ شیل آئینا گے۔ پس یہودیوں کے لعنتی اور منحرف ہونے کے لئے یہہ ابتلا نہیں آگیا۔ اس امت کے لئے سلسلہ موسیٰ کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ ایک مسیح آئے اور علاوہ برین چونکہ اس امت کے لئے یہہ کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں وہ یہود کے ہرنگ ہو جائیں گے۔ چنانچہ بالاتفاق شیل المعصوب میں معصوب سے مراد یہودی لکھی ہے۔ پھر یہہ یہودی تو اس وقت ہوتے جب ان کے سامنے ہی ایک عیسیٰ پیش ہوتا اور اس طرح پر یہہ بھی انکار کر دیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنے والا عیسیٰ آگیا اور انہوں نے انکار کر دیا۔ اس میں میرا کیا قصور ہے یہہ تو زیادہ ملزم ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے ایلیا والی نظیر موجود تھی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہر رحم کرے۔ آمین۔

۲۷۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔

اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور رسولوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ اور زندگی سے نجات دیں مگر حکم بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے روحانی موت ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ شکر شیطان کا بہائی ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار۔ عاجزی فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہے انہیں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہونا ہے۔ اور جبکہ بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہہ

وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ میرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ (اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم) اب یہہ ہے نمونہ لعنہ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہہ بات ہی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اسلئے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً جلے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دین یا نادانانہ لیکر مارنا شروع کر دیا۔ اور ذرا شور بے میں نمک زیادہ ہو گیا بس بچارے خدمت گاروں پر کفٹ آئی۔

دوسرے غریبا کے ساتھ معاملہ نب پڑتا ہو کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں اور خشک روتی پر گزارہ کر لیتے ہیں۔ مگر یہ باوجود علم ہونے کے بھی ان کی پروا نہیں کرتے وہ انکو امتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت مسائل آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ابہر غریبوں کے ساتھ ہی معاملہ کر کے سمجھا جاتا ہے کہ کسی قدر ناخدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لیتا ہے یا لیکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرماوے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا میں شکا تھا تم نے کپڑا دیا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ تو تو ان باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا تھا وہ فرمایا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے تم نے انکی خبر گیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا پھر ایک اور گروہ پیش ہو گا ان سے کہیں گے کہ تم نے میرے ساتھ بڑا معاملہ کیا میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا دیا۔ پیاسا تھا پانی دیا۔ شکا تھا تم نے کپڑا دیا۔ میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ تو تو ایسی باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تھا جو ہم نے ایسا کیا اس پر فرمایا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی بھاری اور سلوک نہ کیا وہ گویا

میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔
عرض

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے انہیں ٹپٹے کئے جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غریب کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو خفیہ سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اسکی شکریہ گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خدا داد فضل پر تکبر نہ کریں اور دشمنوں کی طرح غریب کو کچل نہ ڈالیں۔

خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے اسکے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علی خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے لیکن اگر وہ اسکی شہمی اور کھنڈ میں آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا بھو اور پاس کتوان بھی ہو۔ لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک تمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اسکو پانی پلانے سے میری عزت جانی رہے گی۔ اس نیکی سے محروم رہ جائیگا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ بہرہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے دہر کہا ہی ہے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دیگی۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غریب کے ہاتھ میں ہے اسلئے انہیں امیرون کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم تکبر و خود پسندی۔ دوسروں کو ایذا پہونچانے۔ اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائیگا۔

کیونکہ وہ چھوٹی شہمی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اسکی جماعت میں عزادار اہل ہوتے ہیں اسلئے کہ انہیں تکبر نہیں ہوتا۔ دولت مند

کو بھی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اسکے خادم ہو گئے تو لوگ کہیں گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلاں شخص کا مرید ہو گیا ہے اور اگر ہوبھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہیں کریگا۔ مگر یہ عار کریگا۔

ہاں اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور وہ آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نہ کرے اور اسکو بندگان خدا کی خدمت میں صرف کرنے اور ان کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے۔ اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد کی کا ہے کیونکہ ہر وقت اسکا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں شک ہو سکے اسکی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پردا نہیں کرتے۔

اسکو بدنام کرنے کے واسطے چھوٹی تہمت اسپر لگاتے افراتفرات اور اسکی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے برخلاف اکساتے ہیں۔

اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بیان جب اپنے بچے دین گی تو کہاں تک نوبت پہونچے گی؟ میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔

اگر خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں رہی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہی پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہو گا مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا

امر ہے۔ یعنی جو شخص خدا اور اسکے رسول کی عزت نہیں کرتا بلکہ انکا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ لیکن اس دشمنی سمجھنے کے یہ منہ نہیں ہیں کہ تم اسپر افراتفرات کرو۔ اور بلا وجہ اسکو دیکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اسکی اصلاح کے لئے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بہاجی اسکے ساتھ شروع نہ کرو۔ یہ امور میں جو تزکیہ نفس سے متعلق ہیں۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؑ نے اسکو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔

اسنے جھٹ حضرت علیؑ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسکی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ اب تک تو میں محض خدا کے لئے تیری ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں خریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہیں قتل کروں۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ اسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی۔

ایک شخص نے ایک جائداد کے متعلق جو فروخت ہونے والی ہے۔ کہا کہ آپ اسکو خرید لیں ایسا نہ ہو کہ فلاں سکھ یا کوئی اور خریدے۔ فرمایا۔ ہمیں ان باتوں سے کیا غرض ہم جائدادیں اور زمینیں خریدنے کے واسطے نہیں آئے۔ ہم کو کیا سکھ خریدے یا کوئی اور خریدے۔ ہمیشہ اس شکر کو یاد رکھا جاوے۔

خواجہ در بند نقش ایوان است
خانہ از بائے پشت ویران است
ہم سے دو شغل نہیں ہو سکتے۔ یہی خدمت جو خدا نے ہمارے سپرد کی ہے پورے طور پر ادا ہو جائے تو کافی ہے اسکے سوا ہمیں اور کسی کام کے لئے نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔

ایک شخص نے کہا کہ تجارت کے متعلق خواہ خواہ سود دینا پڑتا ہے فرمایا ہم جائز نہیں رکھتے مومن ایسی مشکلات میں پڑتا ہی نہیں اللہ تعالیٰ خود اسکا مکمل کرتا ہے۔ عذرات سے شریعت باطل ہو جاتی ہے کون امر ہے جسکے لئے کوئی عذر

آدمی نہیں تلاش سکتا ہے خدا سے ڈرنا چاہئے۔

کسی نے پوچھا کہ بعض آدمی غلہ کی تجارت کرتے ہیں اور خرید کر اسے رکھ کر چھوڑتے ہیں جب ہنگام ہو جاوے تو اسے بیچتے ہیں کیا ایسی تجارت جائز ہے؟ فرمایا اسکو مکروہ سمجھا گیا ہے میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے ایک آن کی بد نیکی بھی جائز نہیں اور یہ ایک قسم کی بد نیکی ہے۔ ہماری عرض یہ ہے کہ بد نیکی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی کجاست جو ان کے کپڑے پر تھی دہور سے تھے کسی نے کہا کہ آپ اسقدر کے لئے تو فتویٰ نہیں دیا۔ اسپر آپ نے کیا لطیف جواب دیا۔ کہ

آن فتویٰ است و این تقویٰ
پس انسان کو دقیق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے سلامتی ہی میں ہے اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کی پردا نہ کرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتیں کبائر کا مرتکب بنا دیں گی۔ اور طبیعت میں کسل اور لاپرواہی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ تم اپنے ذریعہ تقویٰ کے اسلئے مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقیق تقویٰ کی رعایت ضروری ہے۔

اسی طرح کہتے ہیں ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ چالیس ٹھہری کیا زکوٰۃ دینی چاہئے ذوالنون نے کہا کہ چالیس ٹھہری زکوٰۃ چالیس ٹھہری سائل اس جواب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کیوں اسپر ذوالنون نے کہا کہ چالیس اس نے رکھی ہی کیو۔ گویا کیوں خدائی راہ میں خرچ نہ کریں۔ جس ہی کہین کیا؟ شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ کوئی محدث و عظیم کرتا تھا۔ ایک صوفی نے بھی سنا اور اسکو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اسنے کہا میرے پاس تو مال ہی نہیں زکوٰۃ کس چیز کی دون۔ صوفی بولا چالیس حدیثیں لوگوں کو سنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔ فرمایا۔ اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں۔ ظالم لنفسہ مقتصد۔ سابق

بالتحیرات۔
ظالم لنفسہ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس مارہ کے نیچے میں گرفتار ہوں اور ابتدائی درجے پر ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ ہی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔ مقتصد مردہ ہوتے ہیں جبکہ میانہ رحم کہتے ہیں

ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں لیکن پہلی کبھی اس کا حملہ نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں پورے طور پر پہلی نجات نہیں پائی جوتی۔

مگر سابقہ بالآخر وہ ہوتے ہیں کہ ان سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں ان کے محرکات و سکانات طبعی طور پر اس قسم کے ہوجاتے ہیں کہ ان سے انفعال نہ ہی کا صدور ہوتا ہے گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل یوت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت میں ہوتے ہیں۔ اسے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اسکو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑی ہوتی ہے یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں

حسنات کثیرات سیمات المقلین۔
مثلاً چندہ کی حالت پر ہی لحاظ کرو۔ ایک آدمی غریب اور ۲۰ روز کا مزدور ہے اور ایک دوسرا آدمی دو لاکھ روپیہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہزاروں کی روزانہ آمدنی ہے وہ ۲۰ روز کا مزدور ہی اس میں ۲ پیسہ دیتا ہے اور وہ لاکھ پتی ترقیوں کی آمدنی والا دروپیہ دیتا ہے۔ تو اگرچہ اسے اس مزدور سے زیادہ دے مگر اصل یہ ہے کہ اس مزدور کو تو اب ملے گا مگر اس دو لاکھ لاکھ پتی کو تو اب نہیں بلکہ عذاب ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق قدم نہیں بڑھایا۔ بلکہ گونہ بخل کیا ہے۔

غرض یہ ہے کہ جس قسم کا انسان ہوا اسے اپنی طاقت اور قدرت کے موافق قدم بڑھانا چاہئے۔ ہر شخص اپنی معرفت کے لحاظ سے پوچھا جائیگا۔ جہد کسی کی معرفت بڑی ہوئی ہوگی اور سقدر وہ زیادہ جوابدہ ہوگا۔ اسی لئے ذوالنون نے ذکر کا وہ نکتہ سنایا۔ یہ خلاف شریعت نہیں ہے۔ اسکی شریعت کا یہی تقاضا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مال رکھنے کے لئے نہیں ہو بلکہ اسے خدمت دین اور ہمدردی نوع انسان میں صرف کرنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مان آخری وقت ایک مہر تھی آپ نے اسے نکلوا دیا۔ اہل یہی ہے۔ کہ ہر امر کے مراتب ہوتے ہیں۔ بعض آدمی مشغہ کریں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی کہلاتے تھے انہوں نے کیوں مال جمع کیا؟ یہ ایک بیہودہ شبہ ہے اسلئے کہ وہ مہاجرین

نہ تھے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس غنی کے کیا معنی ہیں؟ میں اتنا جانتا ہوں کہ جو مال خدمت دین کے لئے وقف ہو وہ اسکا نہیں ہے۔

اس نیت اور غرض سے جو شخص رکھتا ہے وہ اپنے لئے جمع نہیں کرتا۔ وہ خدا کا مال ہے۔ لیکن جو اپنے اغراض نفسانی اور دنیاوی کو ملحوظ رکھے کہ جمع کرتا جاتا ہے وہ مال داغ لگانے کے لئے ہے جس سے آخر اسکو داغ دیا جائیگا بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑ نیک تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال انکو نہیں آتا کہ اسکا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو یا لایعنی ہو مگر یہ وہی نہیں آتا اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔

بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ماتھے سے نالان ہوتے ہیں اور اس کی بد اطوریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن جیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے مان باپ کے لئے شرارت اور بدعاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلا ہی بہت بڑا ابتلا ہے اگر اولاد صالح ہو تو ہر کس بات کی پروا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ہو یتولی الصالحین یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور تشکل ہوتا ہے۔ اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بد کاریوں میں تباہ کر کے پھر تلاش ہو جائیگی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور مشائخ سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ اسکی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اسکا تشکل کرے گا۔ اور اگر بد چلن ہے تو جائے جہنم میں اسکی پرداخت نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا جو ان ہوا اب بوڑھا ہو گیا۔ میں متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اسکی اولاد کو ملکر اسے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کوئی پشت تک رعایت رکھتا ہے پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے

ایک عمدہ نمونہ بنی اور تقویٰ کا ہوجاؤ۔ اور اسکو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جہد رکوشش علم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسقدر کوشش اس امر میں کرو۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اسکے ساتھ نہ ہو جاؤ کوئی چیز تق نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کو دیکھو کہ کیا وہ پیغروں کی اولاد نہیں ہیں وہ قوم ہے جو اسپرنا کر تھی اور کہا کرتی تھی۔

نعم ابناء اللہ و احباء لا ہم اللہ کے فرزند اور اسکے محبوب ہیں۔ مگر جب انہوں نے خدا تعالیٰ سے رشتہ توڑ دیا۔ اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کر لیا کیا نتیجہ ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے سورا اور بندہ رکھا اور اب جو حالت انکی مال و دولت ہوتے ہوئے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پس کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سب سے زیادہ اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کرو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ ہی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں نظر اور دوسری علیہا السلام کا قصہ درج ہے۔ کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنادیا جو تیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہاں ابوہما

صالحا ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں پھر کیا اس قسم کے امور اکثر لوگوں کو پیش آجاتے ہیں بددیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ جس میں حقوق شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔

اسکی وجہ یہی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کے لئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہوجاؤے جو اس جائیداد کی وارث ہو تاکہ غیروں کے ماتھے میں نہ چلی جاوے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون او اولاد کون سب ہی تیرے لئے تو غیر ہیں۔

اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔

غرض

حق العباد میں بیچ در بیچ مشکلات ہیں جب تک انسان ان میں سے نکلے نہیں مومن

نہیں ہو سکتا۔ نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کسی سے رشتہ خاطر نہیں اسکے مان اسکی ہی کچھ پروا نہیں کہ کوئی مستبد ہے یا کون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود غافلہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرا خیال مت کرنا کہ میرا بچہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچہ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ ہی فرمایا مان میں ہی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اسکو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔

قوم کا ابتلا ہی مال کے ابتلا سے کم نہیں۔ بعض لوگ دوسری قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس ابتلا میں سید سے زیادہ مبتلا ہیں۔

ایک عورت گداگر ہمارے مان آئی وہ کتنی تکی بین سیدانی ہوں اسکو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ پیالہ دہو کر دینا کسی انتی نے پیا ہوگا۔

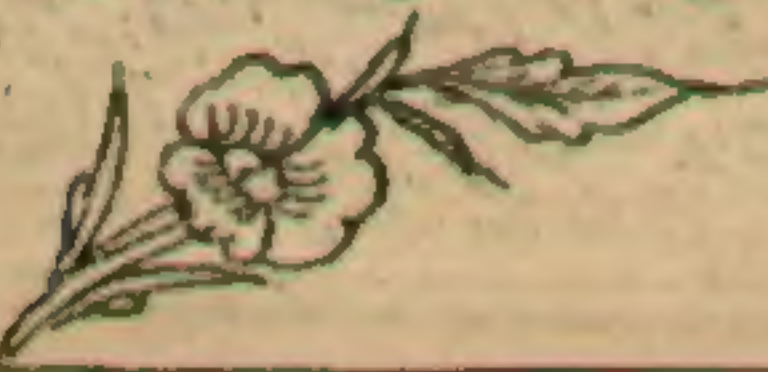
اس قسم کے خیالات ان لوگوں میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور ان باتوں کی کچھ قدر نہیں اسے فیصلہ کر دیا ہے۔

ان الکرہ عند اللہ اتقوا

ایک مخلص اور مغز خاوم نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی وہاں جو امام ہے اسکو کچھ معاوضہ کچھ دیتے تھے اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے اسکا معاوضہ بدستور رکھا ہے اب کیا کیا جاوے؟

فرمایا۔ خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے اکی پروا نہیں کرنی چاہئے نماز تو خدا کے لئے۔ اگر وہ چلا جائیگا تو خدا تعالیٰ ایسے آدمی بھی دے گا جو محض خدا کے لئے نماز پڑھیں اور مسجد کو آباد کریں۔ ایسا امام جو محض لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہوا احمدی یا غیر احمدی اس کے نیچے نماز نہیں ہو سکتی۔

امام اتقی ہونا چاہئے بعض لوگ رمضان میں ایک حافظ مقرر کر لیتے ہیں اور اس کی تنخواہ ہی ٹھہرا لیتے ہیں یہ درست نہیں۔ مان یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خدا ترسی سے اسکی خدمت کر دے تو یہ جائز ہے۔



دیاندی ڈراما

بجواب
مرزائی چٹکلے

آریہ مسافر ماہ جولائی ۱۹۰۵ء

ہمارے مخالف دیاندی صاحبان کا جب اسلام کے مقابلہ پر دلائل و براہین سے کام نہیں چلتا تو وہ خود تو ان اور بچوں کی طرح کو سنا شروع کر دیتے ہیں اور نقالوں کو اپنی طفلانہ تحریروں سے مات کر دیتے ہیں کچھ عرصہ سے ایک مختون آریہ عجیب تماٹھے کر کے دیاندیوں کو خوش کر رہے ہیں اور جو لاہور کے تشریف کی طرح کبھی اس طرف چھوڑتے ہیں اور کبھی بے بس ہو کر اس طرف چھوڑتے ہیں۔ آپ نے پہلے دیاندی سماج کی مدد سے ایک اول جلول کتاب لکھی تھی بلکہ نقل کی جسے آپ نے نصف گھنٹہ کا لکچر قرار دیا حالانکہ آپ اسے نصف گھنٹہ میں پڑھ ہی نہیں سکتے تھے۔ جو ہوا سو ہوا۔ دیاندیوں نے بچارے کے گھٹے میں ہلا ڈال دی۔ جو نہی وہ بیلک کے ہاتھوں میں ہو چکی۔ تو اس نے اس کی ایسی ہی قدر کی جیسی کہ ایسی عامیانہ کتاب کی ہوا کرتی ہے۔ مختون صاحب کو اور تو کوئی دلیل نہ ملی آپ نے برائے نام ایک جواب لکھ مارا جسے اگر کہا جائے کہ کسی نادول نویس بہانہ نے اپنے ہم خیالوں کو پر جانے کے لئے لکھا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اسے ایک مدلل مذہبی کتاب کا خطاب دیا جاوے مگر چونکہ آج کل نادول نویس اور یورپین بہاندوں و سخروں کی تقلید کا مادہ ہمارے کالجوں کے طلباء میں حد درجہ تک سراپت کر چکا ہے اسلئے مختون آریہ نے اگر ایسا کیا تو وہ مجبور تھا۔ مذہبی تعلیم تو اس کی جیسی تھی وہ تو اس کی طرز تحریر سے ہی ظاہر ہے۔ بچارہ لڑکوں کی پیروی نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ اسپر بھی ہمیں امید تھی کہ اگر وہ جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے۔ مذہب کی خاطر دیاندی ہوا ہے تو ضرور اس طفلانہ روش کو چھوڑ کر مدلل اور براہین و مہذبانہ طرز تحریر پر یکار بند ہوگا۔ کیونکہ سچا مذہب ضرور ہی پیروں کو منسکس المزاج اور مہذب بنا دیتا ہے مگر افسوس کہ نتیجہ ہماری امید کے خلاف نکل رہا ہے اور مختون آریہ کی ہر ایک تحریر بجا ہے مہذب ہونے کے طفلانہ پیداگانہ اور شوخانہ ہوتی جا رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیاندیوں کی سگت نے اسپر پورا

تسلط کر لیا ہے اور وہ ان کے رنگ سے پورے طور پر رنگا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی اس ہتھکے عوامی آدمیوں کی طرح اس سے سلوک کریں۔

اس وقت ہمارے زیر نظر مختون آریہ کا مندرجہ بالا ہیڈنگ ”مرزائی چٹکلے“ ہے جہاں اس نے شوخی اور دریدہ دہنی کا کوئی پہلو اظہار نہیں کیا اور اسلئے بہر بہر حضرت اقدس کی نسبت گستاخی کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کی نادانانہ باتوں کو دیاندی تہذیب کے حوالے کر کے اصل اعتراضات کا جواب تو اب دین۔ تاکہ اس کی تسلی ہو جائے۔

عمر عیار کی زمیں

لوگ حیران ہوں گے کہ یہ عجیب بہر و بیان ہے عمر عیار کو گذرے کئی صدیاں ہو گئی ہیں۔ پیریمہ عمر عیار کی زمیں کسی۔ مگر ہم ناظرین کو اتنی دیر حیرانی میں نہیں رہنے دیں گے سنئے لالہ دیند اور اس کے جیلوں نے بہت تگ و دو کے بعد رشی کش کے پہاڑوں سے اس زمیں کو نکال مارا ہے۔ جسے سنسکرت میں بجا سے عمر عیار کی زمیں کے دیاندی وید کہتے ہیں۔ ہم نے خود اس زمیں کے کرب ملاحظہ کئے ہیں۔ اس میں ماہرہ ڈالو تو کبھی تلیٹ پرستی نکال آئی کبھی نیوگ پرستی۔ کبھی اوگون پرستی۔ کبھی ہون پرستی۔ کبھی ریل کبھی تار اور کبھی فضولیات کا مجموعہ مدعا یہ کہ دنیا جون جون ترقی کرتی چلی جائیگی ان تہی کے بالوں کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا اور ذرا سی الفاظ کی گھڑت بڑت کرنے سے تراشہ نکلنے چلے آئیں گے۔ آپ یہ باتیں دیکھ کر حیران نہ ہوں جس زمیں کی خاصیت یہ ہو کہ ایک ایک نیوگن کے ساتھ گیارہ گیارہ نیوگی نکلنے چلے آئیں اور جسے تہذیب پر سیاہی پہر دی ہو وہ اگر غیروں کو اس قسم کے چٹکے دے کر نہ پہسلا دیں تو اور کیا کریں۔ بچارہ دو ارب سال کا بڈا بابا رشی کش میں دم سا ڈگ بیٹھا تھا۔ مگر دیاندی ایسے لائق چیلون نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھا کر نیوگی بابا کی رہی سہی عزت کر کر دی۔ یہاں تک ہی بس نہیں کی بلکہ باپ بیٹی کی باہمی محامعت بھی بڑے بابا کے ذمے لگا دی۔ اپنی ایسی بے عزتی دیکھ کر بابا جی سے اور تو کچھ نہیں ہو سکا صرف چار و لطف ہی دکھائی دے دی کہ برائے خدا مجھے کسی بڑے باعزت جبرگ کی طرف منسوب نہ کرنا۔ تاکہ دیاندی کے ڈھکوسلوں کی خاطر اس کی بے عزتی بھی نہ ہو پس دیاندیوں کا بڈا ہے بابا کے سپوت فرزند

نکر اجاری دنیا میں مشہور ہونا قدمے گراں سودا ہے۔ اس سودے کا سودا اس بڈے میں کے ایک مختون نو زائیدہ فرزند یا حلقہ مکوش کے مختل دماغ میں سمایا ہے اور اپنے نقالوں کی طرح ساٹھ تین ورقے سیاہ کر کے اپنے نام اعمال کو سیاہ کر لیا ہے۔ اتنے درقون میں مطلب کی بات یا بڈے میں میان بید کی تعلیم کا عکس سوائے اسکے اور کوئی نظر نہیں آتا کہ شاید ایسی ہی طرز تحریر بڈے میں کی ہوگی جس میں سے مختون دیاندی چھانٹ چھانٹ کر بیلک کے سلفے منو نے رکھ رہا ہے۔

عقل کے اندر ہے ادھر ہم پال خدا کا خوف کر اور سچائی کا خون نہ کر اجارہ پر پردہ کر تو تیرے سینہ پر سانپ لوٹ گئے کہ کیوں حضرت اقدس کو آدم کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اگر تجھ میں ذرا ہی عقل ہوتی تو تو اپنے گرد دیاند کے حالات سے ہی سبق لیکر خاموش رہتا۔ بہلا جس چیلے کا گرد مول شکر سے شدتیں بنا اور پیر خدہ جیتنے سے دیاند بن بیٹھا وہ دوسروں پر کس منہ سے اس قسم کے اعتراض کر سکتا ہے شرم ہے تیری حالت زار پر۔ اگر سیاہ کی کیفیت دیکھتی ہے تو بچاٹے اجارہ پر اپنی گریبان میں منہ ڈال اور اپنی پھکڑ بازی اور طفلانہ حرکت پر رونا افسوس کر تیرا گردنوں کے آگے ناچار بنا اور ایک عرصہ تک شیطان اسے بچاتا رہا۔ تب تیرے جیسے حامی شیطان کہا گئے ہوئے تھے۔ جو ناچ شیطان نے تیرے گرد کو بچائے ہیں وہ اس کی سولہ سہری پڑھنے سے ظاہر ہیں اب اپنے تو خاک ڈال کر چھپا پا جاتا ہے۔ شیطان کا تسلط ہمیشہ تیرے جیسے جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔

گرد و پراں چیل

جتنک ہم نے ادھر ہم پال کی طفلانہ حرکات نہ دیکھی تھیں ہم سمجھتے تھے کہ لالہ دیاندی شام دی میں بڑا ہوا ہے۔ اور گیون کے مانکنے میں کو یہ سبقت لے گیا ہوا ہے مگر مقتول مذہب اور اس کے شاگرد رشید ادھر ہم پال جی گرو سے جارنگل بڑے گئے ہیں اور بچارے گرد جی منہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ بظاہر تو مختون دیاندی اپنے آپ کو دیاند کا چیل کہہ کر انکساری ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اس کی فضول یادہ گوئی دیکھو تو اپنے گرد کے پیش کردہ اعتراضوں پر ملمع چڑھا کر اس سے تین انگل چیل کر باتیں بناتا ہے۔ بچارہ دیاند

تو ساری عمر گرت کی طرح رنگ بد لگا رہا کبھی روتا کبھی مالا جانور دن تک پہنا کر خود ہی انہیں میں مالا رہا اور کبھی گلے کا ذبیحہ کو جائز بتاتا رہا۔ آخر کار نیوگ جیسی بے حیائی کا پردہ وید پر سے آثار کر چلتا بنا۔ جب بھی مختون نے اعتراض کیا لالہ جی دہوتی سنبھالتے دوسری جگہ چلتے تھے اور یہ جادہ جاسما ج مندری میں جا رہا ہے زیادہ کسی نے رو دیا تو دیکر لغات میں سے دو چار گالیاں اگل دیں۔ بچارہ معرض خود ہی ہندو ہو کر چپ ہو رہا۔

لالہ مختون جی فرماتے ہیں کہ بموجب عقیدہ اہل اسلام فرشتے بادلوں کو پکڑ کر نہیں لاتے بلکہ بارش کے لئے قوانین ہی کچھ اور ہیں۔ مہربان ناظرین اگر آپ لالہ مختون سے دریافت کریں کہ بدر کے کون سے پرچہ میں لکھا ہے کہ فرشتے بادلوں کو پکڑ کر لاتے ہیں۔ شاید بادلوں کا لفظ آپ کی چشم پر تعصب کو بدر میں نظر آگیا ہوگا۔ ورنہ جو حوالہ آپ نے بد سے لکھا ہے اس میں تو ہی لکھا ہے کہ فرشتے اس کے پورا کرنے کے اسباب ہیں پھر پھر ہمیں لگ گئے۔ معلوم ہوتا ہے مختون نے اسباب کے معنی دیکر لغات میں بادل کے دیکھے ہیں۔ وادہ سے مختون دیاند کی تیری عقل کے مدد سے۔

ذرا گرد کا حال تو ملاحظہ کر کہنے کو تو پیش گوئی کرنا رہا (ملاحظہ ہو سوانح عمری دیاند مملو) کہ بھاگوت کا سہتاہ کرنے کا پہل دیکھ اور تکلیف ہے اور راجہ گوالیار اس سے تکلیف اٹھائے گا مگر لاجی کے مسلم مسائل کا حال ناگفتہ بہ ہے ستیا دھن پرکاش کے اول اڈیشن کو ڈاگنی کے حوالے کر دیا جاتا ہے کیونکہ وہ تو خلل دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ رادو سرا اڈیشن سودہ ہی کا خلل دماغ کی ملاحظہ سے پڑ ہے۔ اسکے بعد وائے اڈیشن چیلون کی تیزی طبع کے نتائج میں فرمائے اگر لالہ جی ایسے ہی یوگی تھے تو پہلے درست مسائل کیوں نہ لکھے کیا اس وقت رشی کیس میں بھنگ نوشی فرما رہے تھے۔ جسکے باعث سدہ بدہ سے جواب مل چکا تھا۔ لالہ مختون کیسی بیہوش ڈینگین مار رہا ہے؟

مختون دیاندی نیا جنم دارین مختون دیاندی ایک طرف تو وید کی پہاڑی گیون کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری طرف یورپین تہذیب کو۔ پہاڑی گیون کو ماننا ہے تو مسجد اور آدی پوہ کا گناہ بنا ہے اگر یورپین تہذیب کو پکڑتا ہے تو وید اگنی کے جھونکنڈ میں جاتے ہیں۔ موقوف اس گرد و پراں میں مختون لالہ کی جی گت بن رہی ہے

کبھی تو ڈاڑھی موچہ نہ اچھون میں قدم دہرا چاہتا
ہیں اور کبھی بنگالوں کا سا بھیس بدل کر عجیب
رائگنیاں گاتے ہیں۔ نیوگ۔ باپ بیٹی کی
مجامعت۔ ہوں کنگ پر عجیب عجیب قافیے چڑھا
کر ڈٹلین لگا رہے ہیں۔ اور بقول چہلج تو
بوسے چلتی کیوں بوسے حسین خود ہی ہزاروں
جہیز ہیں۔ ازلی پیدا لیش کا لنگہ تو ہم تم کو
سمجھا دیتے ہیں۔ مگر اس کے بدلے ہم آپ
سے دریافت کرتے ہیں کہ ستیا رتھ پر کاشن مٹے
وفیر دیگر ویدک منتروں میں جو پریشور کو راجن
کا پتا۔ ماما کہا گیا ہے۔ کہاں تک سچ ہے کیا
پریشور پتا (باپ) اپنے بیٹے روح کی عمر
کے برابر ہے یا کم و بیش۔ اگر پریشور حقیقی
ہوتا ہے تو حدوث روح ثابت ہے ورنہ وہی
مثل ہوئی کہ جب سے باپ تپ سے بیٹا۔ اوہو
خوب یاد آگیا۔ روح اس کا حقیقی بیٹا نہیں
بلکہ بیوی بیٹا ہے۔ کہو مخنوں جی کون دہم ہے
ازلی پیدائش کی حقیقت سمجھتے۔ قدیم اور
حادث کی چار اقسام ہو سکتی ہیں (۱) قدیم بالذات
(۲) قدیم بالزمان (۳) حادث بالذات (۴)
حادث بالزمان۔ قسم اول خدا تعالیٰ پر عاید
ہوتی ہے۔ قسم دوم میں آکاش داخل ہیں۔
جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہیں قسم
سوم میں ممکنات داخل ہیں۔ قسم چہارم میں
مہکبات عنصریہ۔ ان چار اقسام میں باہمی نسبت
یہ ہے کہ قدیم بالذات خاص ہے قدیم بالزمان
سے کیونکہ جو قدیم بالذات ہے وہ قدیم بالزمان
ضرور ہے اور جو قدیم بالزمان ہے اسکے لئے قدیم
بالذات ہونا ضروری نہیں جیسے روح پس ان
ہر دو میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوئی۔
قدیم بالزمان عام من وجہ ہے۔ حادث بالذات
سے کیونکہ روح قدیم بالزمان اور حادث بالذات
ہیں۔ پس یہ ایک مادہ اجتماع کا ہوا اور خدا قدیم
بالزمان بھی ہے جیسا کہ وہ قدیم بالذات ہے
پس حادث بالذات نہ ہو گا۔ لالہ مخنوں کی موی
سمجھ میں اگر نہ آیا تو ہم اس مضمون پر پھر لکھیں
دین گے۔

ازلی پیدائش تو آپ نے دیکھ لی اب آپ
ازلی بیٹے کی حقیقت آشکارا کر کے دیدک
فلاسفی کی ٹانگ توڑیں۔

مخنوں تو تھے ہی ڈاڑھی موچہ بھی
صفا چٹ

جیسے بعض بوڑھے آدمی اپنے آپ کو نوجوان
اور بچہ ظاہر کرنے کے لئے ڈاڑھی کا صفایا کر دیا
کرتے ہیں ایسا ہی لالہ مخنوں بھی گردن کے بچوں

کے ساتھ پہاڑی بولی سیکھنے کے لئے ڈاڑھی
موچہ کا صفایا کر کے بچے بن بیٹھے ہیں۔ اب
دیکھتے ہیں کہ بی۔ اے تو اتنے ہو گئے کہ لائٹ
اٹھانے سے حشرات الارض کی طرح نکل آتے
ہیں۔ ہمارے جیسے ٹیٹ پوجنوں کو کون پوچھتا
جہٹ ڈاڑھی موچہ منڈا کر سماج کی ڈھولکی بجائی
م شروع کر دی۔ اور تو آپ سے کچھ ہونہ سکا اپنے
نامہ اعمال کی سیاہی اور اندونی کالک کی ایک
کونجی اپنے منہ پر بھی پہر دی۔ لوگوں نے اسے
دھونے کی کوشش کی مگر طفلانہ طبیعت سے
ایک کی بجائے چار کونجیاں اور اپنے منہ پر پھر
دین۔

اب بال اکھڑوانے کا لیجئے۔ ہم انصاف
آپ ہی چھوڑتے ہیں۔ مہربانی کر کے بتائے کہ آپ
کے عقیدہ کے بموجب اسلام بڑا ہے یا ویدک
پنڈت۔ ان میں سے جو بڑا ہوا گا اسکے بال ہی
زیادہ سفید ہونگے اور اکھڑوانے کے لائق ہونگے۔
دیانتہ سے پہلے تو مسلمان اس بڑے بابا
کے سفید بال اکھڑ کر اسے اپنے ساتھ جو ان بنا
رہے تھے مگر لالہ دیانتہ کے آنے سے اسے تو
ایک سارے فتنے سے ہی اسکے بال اتار کر رکھ دیے
اور ایک نئی مصنوعی ٹوپی چسپور میں جھلک نمودار
تھی اسکے گنچے سر پر رکھ دی۔ پس پوچھ نہیں
پہر بابا کی کیا عمدہ تصویر بن گئی۔ اس کا فوٹو
سماج کے نیوگ خانہ کی دیواروں پر لگا ہوا دیکھو
آپ کہتے ہیں کہ تمام مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت
آدم سے پہلے کوئی انسان نہ تھا وہ رے
مخنوں دیانتہ دی۔ تیرے جھوٹ کے صدمے
گپ ہو تو پوری ہو۔

لالہ مخنوں قرآن شریف کو مدبر سے پڑھنے والے
پر صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ آدم سے پہلے مخلوق
تھی یہی تو کہا گیا کہ کان من الکافرن یعنی وہ
کافروں میں سے تھا یعنی شیطان۔ احادیث سے
بھی ثابت ہے کہ اس آدم سے پہلے ہی کئی آدم
ہو گزرے ہیں۔ کہو لالہ جی اب سیاہی کی کونجی
آپ کے منڈے ہوئے چہرہ پر پہر گئی یا نہیں
تم کیا جاؤ کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے خواہ
مخواری ڈینگلین نہ مارو۔ بہلا جس کتاب کا
ایک حرف بھی تم نہیں جانتے اسکی علمیت کا
دعوے کرنا کیسی حماقت ہے تمہیں کاگ بھاشا
ہی مبارک رہے۔

آپ کا یہ لکھنا کہ محض آدم سے ہی تمام
انسان پیدا ہوئے یہاں تک کہ اکی بیوی بھی۔
عجیب نادانی جہالت ہے اکی اس خرافات
کے بدلے کو پچیان سیاہی کی آپکے چہرہ مبارک

پر چرچی ہیں بیٹے ان کو گنگا جل سے دھو کر
باتیں کرو۔

دیانتہ کی بھر دیا

ویدک زمانہ میں دستور تھا کہ راجاؤں کے
خوش کرنے کے لئے نقال کئی کئی قسم کے عجیب
عجیب بہرہ پر بلا کرتے تھے تاکہ ان کو بچھو
والے ہنسیں۔ موجودہ زمانہ میں مخنوں دیانتہ
دی فریض ادا کر رہا ہے۔ کہیں تو آپ لکچرار
بنکر دوسروں کی چہا چہ پر پوچھیں منڈا تے
ہیں اور کہیں بنگالوں کا سا جامہ زیب تن
کر کے استری سماج میں نیوگ پر چار کرتے
ہیں اور کسی جگہ ڈاڑھی موچہ منڈا کر بچوں
کے ساتھ الف بے نے رٹنا شروع کر دیتے
ہیں۔ مگر ہمیں کچھ عرصہ سے معلوم ہوا تھا کہ
آپ بیمار ہیں جسے ہم نے حمل کا سوانگ سی
سمجھا تھا۔ اب معلوم نہیں کہ وضع ہونے
پر کیا نتیجہ نکلا۔ سوانگ تو اپنے خوب بہرہ
اپنے پی کا نام ہم سے کیا چھپا تھا۔ خیر ہم
بھی دل کو سمجھا لیں گے کہ نیوگ کے حمل کا
سوانگ ہی بھی جسمین پی کے تقرر کی ضرورت
نہیں جو آٹے سواس کا بیڑا پار ہے۔

بیڑا ہی ڈوب گیا

اسلام کی لہروں نے بیچارے وید کی کشتی
کو جو نقصان پہنچایا تھا وہ تو سب کو معلوم
تھا۔ مگر کچھ عرصہ سے لالہ دیانتہ اور اس
کے چیلوں نے وید کی ٹوٹی ہوئی کشتی پر
کاغذوں کے جوڑ لگاتے شروع کر دیے تھے
اور کئی مامتوں نے تو اس کاغذی ناؤ کا
خیال چھوڑ کر علیحدہ علیحدہ کاغذی مشینری
بنائے تھے۔ جناب مرزا صاحب کے نزول
نے ایک ایسا جوش دیلئے اسلام میں
ڈال دیا کہ اس ویدک کاغذی ناؤ کے
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور باوجودیکہ اسکی
مرمت برابر جاری ہے مگر وہ بجائے جڑتی
کے اور علیحدہ علیحدہ ہوئے جاتے ہیں۔

اور اسمین دراشک نہیں رہا کہ بیڑا آج
ڈوبا کہ کل ڈوبا۔ گو اسی طور کے مارے
دیانتہ کی رشی کیش کسی چوٹی کی طرف
بھاگے ہیں مگر اس جوش وحدت کے
سامنے پھینکا کاغذی ناؤ کا کام نہیں۔
تمہاری طفلانہ باتوں کے جوابات تہذیب
الاسلام کے جواب میں دئے جائیں گے اور
خاطر جمع رکھو تمہارے بچے پورے طور پر
ادب کر رہے دئے جائیں گے۔ مجھے معلوم ہوا
ہے کہ تم کوئی رسالہ ہی اسلام کے خلاف

نکالنا چاہتے ہو۔ سواب خبردار ہو جاؤ۔ اور
طفلانہ باتوں کو چھوڑ کر منہ بانہ طور پر گفتگو کرنا
سیکھو۔ ورنہ میں تمہارے ایک مضمون کے ٹانگے
ادھیر تا چلا جاؤں گا۔ پھر گرجا جرن کا حلو اکھاڑ
بھی تمہارا کچہرہ بنے گا۔ میں تم کو اپنی حالت دست
کرنے کا ایک اور موقع دیتا ہوں۔ اگر میرے
ساتھ تمہیں معلوم نہیں تو آریہ مسافر سے پوچھ لو۔
جو شرم کے مارے منہ سامنے نہیں کرتا۔

۲۲۴

احمدی جس سے تم بخوبی واقف ہو۔

منظور الہی

اے دل پر مردہ کیوں مغوم ہے تو کر بیان
ہم سے یہ دیکھی نہیں جاتیں نری بینا بیان
چشم نر توئی بتاے تجھ کیا گدڑی ہے آج
کس کا غم ہے کس کے ماتم میں ہیں یہ نروان
کرنا تھا صدم میں چشم دل سے یہ خطاب
یون کہا اگر کسی نے مجھ سے ہا آہ و فغان
فاضل مشر یعنی مولوی عبد الکریم
ہو گئے دنیا سے فانی سے سوئے بھٹی روان
حق تعالیٰ انکا جنت کو کرے آرام گاہ
دل سے تھے وہ نال حکم سیمائے زمان
تھے نصاحت اور بلاغت میں وہ حسان نجم
قرأت و قرآن خوانی میں تھے مشہور جہان
دوستوں کو اپنے وہ دل غجدائی دے گئے
اب سے گاؤں کا قرآن مجمع روحانیان
گیا رہوین تہی ماہ اکتوبر کی مور تہا بدہ کادن
اڑ گیا تن کے قفس سے سوئے جنت مرغ جان
حق تعالیٰ سے ہے منظور الہی کی دعا
اے خدا رکھ دو ستون پر ان کے فضل جاودا

وکی پی

مطبع ان خریداران کی طرف دی پی ارسال کر رہا ہے
جنکی طرف سال روان یا گذشتہ سال کا چندہ واجبی ملے
ہے۔ اسلئے اطلاع دیجانی ہے کہ جن کی طرف چندہ قابل
وصول ہے۔ مطبع کے مرسلہ دی پی وصول کر کے مشکور
کریں یا اطلاع دین کہ وہ کب تک چندہ ارسال کرے گا
یا کوئی نیا چہ دی پی ارسال کیا جاوے۔ تاکہ مطبع
بار بار کی خط و کتابت اور زیر باری سے محفوظ رہے
اسید ہے کہ خریداران الحکم جن کی طرف چندہ واجب
الوصول ہے توجہ کریں گے۔ !!!

محرر دفتر الحکم

125
اطبق 10 نوفمبر 1905
10 NOV 1905
نیو میڈیکل ڈیپارٹمنٹ
حالات کا رجسٹر

[illegible]

ط ١٥٦

میں نے حضرت محمدؐ کو بہترین ایک نہایت نفیس اور پائیدار پیٹری گڑھی

و
اے خیر الہی! سو عہد و اشیا میں درجہ و منزلت

پیشانی

(۴) احکم انور کمال
فیضه انوار با ابتاده حال کنه حال

یہ ہوائی بندوق جسکی اشتہار آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں عام سولہ گز اون اور ہر مقام پر بارہ اونچیر سے کم پر دستیا بنی ہو چکی
 گئی ہے۔ اسی قیمت بمبئی عہد پانچ روپیہ قرار دی ہے۔ اس بندوق کے چتر سے کی مائر (۹) فٹ یعنی (۸) گز ہے
 اس فاصلہ میں معمولی جانور شکل میٹر۔ تیسٹر۔ کبوتر۔ چڑیا۔ بجزابی شکل ہو سکتے ہیں۔ اگر اس سے کم فاصلہ سے اس
 بندوق سے کام لیا جائے تو پکی۔ بندر وغیرہ بھی اسکی پوٹ بولاشت نہیں کر سکتے۔ اسپر طرۃ کیرڈر سنس
 وغیرہ کا کچھ جھگڑا نہیں ہر مقام پر اس ہوائی بندوق کا اس قدر کم قیمت پر دستیا ہونا قطعی ناممکن ہے
 اگر وہ جگہ بندوق بارہ اونچیر یا اس سے بھی زیادہ قیمت پر ملے تو ہماری تحریر بھی جھوٹ سے بندوق طلب
 فرما رہے اور اپنے اصحاب کو بھی خریدنا رہنا یہی وارنہ خیر ہے۔ معمول ڈاک ہوائی بندوق ہر مقام پر ۴

[illegible]

ہو کھڑا شد قلم تحریر چیرانی میں ہے
حق تو یہ ہے۔ یہ وہ ایک حیرت نما

رہائی

وہ کچھ نقشا کہ تو تصویر چیرانی میں ہے
جس سے حیرت صوت تصویر چیرانی میں ہے

رسال کے جواب میں پریشان حیرت کو ایک پیر اور دو پیرا مسمیہ دیے گئے۔ جس کی وجہ سے یہ پیرا مسمیہ بن گیا۔
یعنی حصہ اول کے جواب کے لئے پانچ سو روپیہ حصہ دوم کے لئے ڈھائی سو روپیہ یہ کل ۵۰ روپیہ ہوئے باقی ڈھائی سو روپیہ بہت ہی معمولی بات کے لئے میان حیرت صاحب کی نذر کے لئے ہیں
جس کی کیفیت یہ ہے کہ حیرت صاحب نے اپنی تصانیف کو بطور تحفہ پیش کر کے اپنی قابلیت کے گھنڈے کے ساتھ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ حضرت اقدس کی عربی تصانیف میں بہت سی غلطیاں ہیں جن
ان کو چیلنج دیا ہے کہ اگر وہ جلد عام میں حضرت اقدس کی عربی تصانیف میں سے ۳ صفحہ روانہ کرے پھر وہ دین گے اور پھر ان میں سے صرف ایک غلطی نکال دیں گے تو ڈھائی سو روپیہ سی ویت
ان کے حوالہ کر دیئے جائیں گے۔ ان رسال میں بڑی عجیب بات یہ ہے کہ تمام بحث تحریری شہادتوں کے ذریعہ سے کی گئی ہے باوجود پوری واقعیت کے اس سے کسی جگہ فائدہ نہیں اٹھایا ہے
ابتداء میں نے ان رسال کو بالکل معمولی بات سمجھا تھا لیکن حضرت اقدس اور بزرگان ملت نے اس کو اڑیس پسند فرمایا ہے جس کا نتیجہ ہوا ہے کہ کتاب امید سے زیادہ مقبول ہوئی اور مہند کے مختلف
اطراف سے جو خطوط مجھے وصول ہوئے ہیں ان میں سے بعض ایسے لوگوں کے ہیں جن کو رزن گزرت اور میان حیرت سے خاص تعلق تھا جو کثیر التعداد مراسلتوں میں میان حیرت کو بڑے بڑے القاب سے
یا کرتے تھے حیرتی کہنی کے حصہ دار ہونے کے علاوہ بقول حیرت صاحب ان کی روحانی تعلیم کے جس طرح میں اپنا نام لکھو گے تھے یا میان حیرت نے خود ہی زور شور کیا تھا ان کا نام اپنے فریادوں کی فہرست
میں شائع کر دیا تھا بعض لوگوں نے میان حیرت پر تبرا بھیجا ہے بعض نے لکھ دیا ہے کہ اب ہم اس کی تحریرات کو بغیر قبولیت نہیں دیکھتے بلکہ کھارت سے دیکھتے ہیں غرض ان وصول شدہ خطوط سے یہ ثابت ہو گیا ہے
کہ ان رسال کی اشد ضرورت تھی اور ابھی تیسرے حصہ کی بھی ضرورت ہو جیسا کہ باقی تمام اعتراضات کے جواب خود حیرت صاحب ہی کی تحریرات کے ذریعہ ایسی طنز پر دیئے ہیں کہ علاوہ دلچسپ ہونے کے وہ جوابات
بالکل لاجواب ہیں یہ تیسرا حصہ بھی لکھا ہوا بالکل تیار ہے کہ بیان لکھی جا رہی ہیں اور اس کے جلد شائع کرنے کے لئے امداد کی ضرورت ہے جو حصہ اول دوم کی کثرت اشاعت سے ہو سکتی ہے امید ہے کہ برادران
احمدیہ ان کی کثرت اشاعت کی بابت کوشش فرمائیں گے اور مقامی جماعت میں تحریک فرما کر اپنی بساط اور جماعت کی حالت کے موافق رسالہ کی خاص تعداد یکدم منگو کر امداد فرمائیں گے تاکہ
تیسرا حصہ جلد شائع ہو سکے۔ حصہ اول ساڑھے نو جزو اور حصہ دوم چھ جزو چون کی قیمت باوجود اس قدر ضخامت کے صرف ۴ روپے رکھی ہے جو حصہ دوم امید سے زیادہ بڑا ہو گیا ہے ورنہ اس کی
قیمت کم رکھنے کا ارادہ تھا۔ یہ جو کہ قیمت ان رسال کی رکھی ہے وہ صرف اسی غرض کے لئے ہے کہ دوسرے حصص کی اشاعت میں امداد ملتی رہے ورنہ اللہ شاہد ہے کہ اس ذریعہ سے مالی منافع اٹھا
کی میری غرض یہ گز نہیں ہو امید ہے کہ ہمارے بھائی اپنی حالت کے موافق امداد سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ جماعت کے غریب جتنی قیمت پر طلب فرمائیں گے ان کو اسی قیمت پر ہر دو حصہ بھیج دیئے
جائیں گے امید ہے کہ احمدی جماعت کے سرگرم ممبر حتی المقدور سعی کرنے سے دریغ نہ فرمائیں گے اور مزید اشتہارات کی اگر ضرورت ہوگی تو طلب فرمائیں گے۔
ہر دو رسال کم دسمہ تک دہلی دفتر نہر کے تیل سے اور یکم دسمہ کے بعد دہلی سے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے لاہور پتہ ذیل سے مل سکتے ہیں۔

المنصور پریس ٹری

ترتیب و شہادایا حضرت مخدوم المانہ رضی اللہ عنہ

(از چودہویں رستم علی صاحب کوٹ اسپیکر انارک)

اے راحت و دستان کجائی اے یاد و دستان کجائی
سراج مہاجران کجائی اے اول ناہان کجائی
اے عبد کریم ماکجائی
دے یار قدیم ماکجائی
مجرع شہید و فریقیت مذبح دیم زاشتیاقت
چون صحبت ماضی شہادت افسوس کجاست آن وقت
جان تن انجمن کجائی
برہمن انجمن کجائی
اے طائر روح چون پریدی برکنار فلک رسیدی
از ماتو بگو چرا بریدی ازناچہ خلاف طبع دیدی
طیر فلک آشیان کجائی
اے بیل خوش بیان کجائی
جسم تو کہ بدبرد سر پاک ہیبت نہادہ شدتہ خا
آن طوطی روح بوجہ لاک پرواز نمود و شد بر افلاک
اے فرش گرین من کجائی
اے چرخ نشین من کجائی
حیران شدہ بے توفیق ما ویران شدہ بے توفیق ما
آتش افتادہ در دل ما آست بخاند گل ما
اے ہم زخم ماکجائی
اے دار وے ماکجائی
اے زبدہ خادمان مہدی اے قدوہ بندگان مہدی
اے فامہ دوستان مہدی اے ساکن آستان مہدی
نور دین خدا کجائی
اے بندہ با وفا کجائی
تحریر تو بہت پزیر تاثیر تقریر تو دل بردہ تاثیر
ذات تو بہت خاشعہ تاثیر ملامت تو شکست تقدیر
اے اعش شادیم کجائی
زیب آبادیم کجائی
بودیم زندگیت دل شاد آباد زینج و درد آزاد
گویم نہ شدم بے تو بادی نقصان رسید و شکست فاد
اے راحت جان ماکجائی
اے روح روان ماکجائی
بے تو نہ تپد چرا دل ما بر مرگ تو گفت رب اعلى
بزبان مسج فرج عینے ہم من سے صدق جعد
زین کریم و گویت کجائی
ہم یویم و جویت کجائی
دادہ ترا شاخت حق شدت تو رفاقت حق
شد زور تو صرف طاقت دادہ تو شہادت حق
خاموش نشد کجائی روپوشی و خفت کجائی

آن صحبت ماضی فراموش یا کج بخشدی ہم افروش
چون یاد تو میزدند بل جوش گریہیم دے صبور و خاموش
اے غم جو غمزد کجائی
دے شادی جانفزا کجائی
گو تو سخت و پهل سالست در ذات تو جمع ہر کمال
بے رے تو بد را ہلالست آن نیز بموضع زوالست
اے نور نگاہ ماکجائی
دے پشت پناہ ماکجائی
پژدہ گل بہار خوبی آن باد شہ دیار خوبی
چون بودہ قیم دار خوبی آخر شدہ در مرار خوبی
اے رونق باغ ماکجائی
دے باعث دلچ ماکجائی
قرآن کفہ روح تو بود قرآن کردہ روح تو بود
دارو شفاے روح تو بود گوید کہ شکار روح تو بود
اے عاشق زار من کجائی
جان باز و شام من کجائی
دروت و حیات پاسداری اظہار جلال ات باری
باصف دعا ما دزاری جان با جان آفرین سپاری
شیدائے جلال حق کجائی
مولائے جمال حق کجائی
در بحر چشم است پر غم شد سینہ ما خزینہ غم
بر مرگ تو یسکینیم ماتم بطریق رسول پاک اکرم
اے بے تو ہر حزن کجائی
دوری و بدل قرین کجائی
ادیتہ آن مسج موعود ہم زاری آن امام مہود
ضائع نہ شود و لطف موعود شد بد رفتہ روان مفقود
یکتا و حبیب ماکجائی
تنہا و غریب ماکجائی
اے ذات تو مرجع خلایق لیکن بری از ہمہ خلایق
اے طوطی ایزدی حدایق بگوشہ از ہمہ عوایق
راہی رہ عدم کجائی
مخدومی بے خدم کجائی
تقریر تو شکرت و قدست تحریر تو غریب و سود مست
حالا کہ بہت زلفت بند این شیوہ نازدہ لہبند مست
خوش بوجہ مقرر کجائی
اے قند کریم کجائی
دست تو کمان و خدایت تیر ہر طائر زور کرد و خیر
داند ترا زبان تقریر بر خلق و جل مثال شمشیر
اے قابل کاہن کجائی
دے نامہ صادق کجائی
در جان تو شوق کوئی شہید جان باز و شام سے شہید
شمسیر بے عدو شمشین خلقت ہمہ عکس حق شمشیر
اے خال در علی کجائی
دے دوست ہولی کجائی
حقان حق چون امت باطل بعدم و روز امت

اے صابر شوق و استغلت حال است طہر و مست
مے نوش دے بگو کجائی
خاموش دے بگو کجائی
طبع تو کہ بود نازک از گل برداشت نگر و شور بلبل
چون تر تو دہ گل لے گل رویدہ ہر گیاه و سنبل
اے سنجہ دمان ماکجائی
اے بستہ زبان ماکجائی
واقعہ حقایق شریعت کشاف دقایق شریعت
گل چین حدایق شریعت پاسبان حدایق شریعت
اے عالم با عل کجائی
اے عالم بے بدل کجائی
اے کشتہ راہ مہدی حق سردار سپاہ مہدی حق
اے یوسف چاہ مہدی حق خوش بگو گوام مہدی حق
اے نام تو با نشان کجائی
از چشم زمان نہان کجائی
اے عاشق زار نام احمد دے شیفہ کلام احمد
داری خبر مقام احمد اے خاک رہ کلام احمد
اے یار مسج ماکجائی
قربان مسج ماکجائی
رشتک است بخت رو شتر تو چون قادیان مست ماتم
در زندگی بود مسکن تو شد بعد وفات مدفن تو
اے زیر زمین ماکجائی
روپوش تر کفن کجائی
ہجرت رگ جان ما فراموش بر زخم دلم نمک پاشد
چو تیشہ غم نہ جان تر شد گر عبد کریم ما نباشد
مجرم و مہم کجائی
بے تو در ماندہ ام کجائی
یاد تو بھرت مسیحا زاد تو محبت مسیحا
آزاد خدمت مسیحا دل شاد بھجت مسیحا
بودی و درین زمان کجائی
از دیدہ ما نہان کجائی

واگردہ لب اے فتا کجائی
نزد آویا بیا کجائی
اے مالک ما مہین ما در گاہ مسج ماسن ما
چون عبد کریم مسکن ما یا دوسر مرگ مدفن ما
زین پس نہ بخوانش کجائی
نہ پیام رسانش کجائی

خواب کے جاگو۔ آنکہ میں کہوں

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گہریاں کس قدر مست حاکم
ہر وقت کر رہے ہیں ابھی اگر آپ نے گہریاں نہ
خریدیں تو ہر کب خریدو گے صاحبان جلوی اور
گہریاں خرید لیں ورنہ پھر ایسا بہترین وقت نہ لیا
اصلی راسکوب مسج و اچ گارٹی سال قیمت
تین روپیہ علاوہ محصول



اگر یہ گہری عرصہ گارٹی میں ہا کسی عام نقص کے
چلنے سے ترک جاوگی تو ہم بلا جرت دست کو دین کے
اس سے زیادہ اسکے بختہ و پانڈار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا
ہے منگو اگر ملاحظہ کیجئے قیمت تین روپیہ علاوہ محصول
بکس شیشہ بزرگ ہمراہ گہری صفی

نکل سلور کی مسج و اچ گارٹی ہمسال
قیمت چار روپیہ علاوہ محصول



یہ گہری کلاسی ہر باندی جاتی ہے اسکے پرزے بہت
پختہ اور پائیدار ہیں کہلے منڈکی کیس گہری ہی جیسے
ہی لگ سکتی ہے ہر سون نہیں ملتی قیمت ہر روپیہ علاوہ محصول
لے کا پتہ لے منیجر حمید یہ طریقہ لکھی شہر لاہور

اطلاع کے خریداران حکم خط و کتابت کرتے
وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔
کل ایک خط منسلک کرنا ہے پہنچا جس پر خبر
دیگر نہیں ہے اور نیز پتہ واضح طور پر لکھنا
نہیں لکھا ہے۔ اس سے کارخانہ کو حسابی غیرہ
میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ لہذا آئندہ نمبر باکریں

در ہجرت تو گرچہ ہجرت ام - این قصہ درد گدازم
در حفظ خدا تر سپارم دیگر تلم نہ بر نگارم
اے پیش رونده ام کجائی
در بیت دونده ام کجائی
حق کف کند بحالت تو قرآن ہمہ در رفاقت تو
در خلد بود اقامت تو احمد زین شفاعت تو